REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57

POSTAL REGISTRATION No. P/GDP

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

جلد : ۴۵

ایڈیٹر :-
منیر احمد خادم

نائبین :-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

شمارہ : ۲۵

شرح چندہ

سالانہ :- ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۳ صفر ۱۴۱۷ ہجری ۲۰ احسان ۱۳۷۵ ہش ۲۰ جون ۱۹۹۶ء

اخبارِ احمدیہ

۱۴ جون (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ حضور انور نے آج اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں امراء کرام کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ یہ تسلسل انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بھی جاری رہے گا۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ آپ بیرون ملک سفر پر روانہ ہونے والے ہیں احباب حضور انور کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔

اِرشاداتِ عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"خدا تعالیٰ کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر' اپنی عزت چھوڑ کر' اپنا مال چھوڑ کر' اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے ...... اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مرجاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔"

(رسالہ الوصیت)

بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں جن کی میں نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں

یہ آیتیں میں نے کسی مقصد کے لئے چنی ہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی مختصر رپورٹ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸ مئی بروز ہفتہ بلجیم سے روانہ ہو کر قریباً سوا چار بجے بیت الرشید ہمبرگ میں ورود فرما ہوئے جہاں بہت سے احباب موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے تمام مردوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور استقبال کے لئے موجود خواتین کو بھی السلام علیکم کہا۔

جرمن افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

شام چھ بجے Rugenburg سکول Bonnigstedt میں جرمن افراد کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد سوال و جواب شروع ہونے سے قبل ناصرات الاحمدیہ کے ایک گروپ نے جرمن زبان میں دو ترانے پیش کئے اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جن کا جرمن ترجمہ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش کو کرنے کی توفیق ملی۔ چند اہم سوالات یہ تھے:

☆ جن یہود نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا کیا وہ سب گنہگار تھے اور انہیں گناہ کی سزا کس صورت میں ملی؟ باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

تمام انسانی فساد کی جڑ جھوٹ ہے جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء)

جرمنی [۲۴ مئی]: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بادکروئزناخ میں جمعہ پڑھایا جہاں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سترھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ اس خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی خدام کے اجتماع کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر چھ ہزار سے زائد حاضرین وہاں موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۳ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اور آج کے خطبے میں ہی مجھے خدام سے افتتاحی خطاب کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے آج کے خطبہ کا موضوع یہ آیت چنی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو رحمان خدا کے بندے ہیں وہ جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے یا جھوٹ کی زیارت نہیں کرتے "والذین لا یشھدون الزور" کے یہ دونوں معنے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج خصوصیت کے ساتھ مشرقی قومیں جھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں اور اگرچہ مغرب میں بھی یہ بیماری داخل ہو رہی ہے مگر عملاً دونوں میں بہت فرق ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی تباہی مچانے والی کمزوری جھوٹ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالہ سے بھی بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے خصوصیت سے جھوٹ سے بچنے کی تنبیہ فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے۔ شرک بھی جھوٹ ہی کا نام ہے۔ والدین کی نافرمانی کرنا بھی جھوٹ ہی ہے۔ اگر آپ تجزیہ کریں تو پتہ چلے گا کہ جھوٹ کی زمین سے ہی تمام بدیاں پھوٹتی ہیں۔ شرک بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ ہی دراصل سب سے بڑا شرک ہے۔ جھوٹ ہمیشہ ایک فرضی معبود کی عبادت کی خاطر بولا جاتا ہے اور روزانہ جتنی مرتبہ آپ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اتنی مرتبہ ہی آپ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عادتاً جھوٹ بولنے کو بھی نہایت خطرناک بات قرار دیا ہے کیونکہ جب یہ عادت بن جائے تو یہ بات لازماً جہنم تک پہنچا دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بسا اوقات ایک کام کرنے سے پہلے ہی لوگ جھوٹ کا ارادہ باندھ کر گھر سے نکلتے ہیں اور مطمئن ہوتے ہیں کہ جھوٹ سے کام نکل جائے گا یہ شرک ہے۔ جھوٹ ایسی بیماری ہے جو ہر ناشکری، ہر شرک کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ توحید کے منافی ایک ایسا گناہ ہے جو توحید کی ہر حقیقت کو چاٹ جاتا ہے اور احسان مندی یا شکر گزاری کو بھی چاٹ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں نہ خدا کے ہوتے ہیں اور جھوٹ ان دونوں کے حقوق کو تلف کر دیتا ہے اور دوستی کے حقوق یا قومی اور حکومتی حقوق جو ان دونوں کے تعلقات سے ادنیٰ ہیں ان سب کو بھی تلف کر دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے میرے نزدیک تمام یورپ میں جرمن قوم سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی یہ نیکی و سچائی ان کو اسلام کی طرف لے جانے والی ہو اور یہ اپنے سچ کی حفاظت کر سکے۔ تمام مغربی قوموں میں فطرتاً سب سے زیادہ سچی قوم جرمن قوم ہے۔ ان کے اندر سچائی کی وجہ سے ڈسپلن پیدا ہو گیا ہے۔ یہ قوم سچ کی قدردان بھی ہے اور سچی قومیں ہی سچوں سے محبت کر سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے آپ ایک ایسی قوم میں آئے ہیں جہاں آپ کے سچ پر کوئی ابتلا نہیں آیا۔ لیکن اگر آپ اس ملک میں رہ کر جھوٹ بولیں گے تو اس قوم کے اعلیٰ اخلاق کی ناقدری کریں گے اور خدا کے بھی ناشکرے بنیں گے اور آپ [illegible] آپ کی قوم کا کوئی نیک اثر ان پر نہیں پڑے گا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ "بدر" قادیان
مورخہ ۲۰ احسان ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچیے

(۲)

محترم قارئین! آج جبکہ مسلمان گروہ در گروہ ہو کر اپنی طاقت کو کمزور کر چکے ہیں۔ ان کا کوئی ایسا مرکز نہیں، جہاں قابلِ اطاعت امام ہو جہاں نظامِ بیت المال ہو۔ جہاں سب مسلمان اپنے جھگڑوں اور اختلافات کو مٹا کر ایک جان اور ایک دل ہو جاتے ہوں ایسا امام جس کی ایک آواز پر سب مسلمان اُٹھنے ہولنے اور ایک آواز پر بیٹھ جاتے ہوں۔ ایسا امام جو ان کو اتفاق و اتحاد کی تعلیم دیتا ہو۔ ایسا امام جو اُن کو قرآن مجید کی سنہری تعلیمات پڑھ پڑھ کر سناتا ہو اور ان پر عمل کرنے کے لئے کہتا ہو۔ ایسا امام جو کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر نہ کہتا ہو بلکہ سب کو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کے لئے کہتا ہو۔ جو تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دن رات فکرمند رہ کر ان کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور میں رو رو کر دعائیں کرتا ہو۔ — تمام دُنیا میں نظر اٹھا کر دیکھئے ایسا امام عالی مقام ایسا امامِ روحانی سوائے قادیان کی جماعت احمدیہ کے رُوئے زمین پر آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ پیشگوئیوں میں یہ بات بیان کی گئی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام جب آئیں گے تو اس وقت مغرب میں رہنے والے اپنے مشرق کے بھائیوں کو اور مشرق میں رہنے والے اپنے مغرب والے بھائیوں کو دیکھ سکیں گے (النجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۱۶)

چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ جب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ عالمگیر سے خُطبہ جُمعہ ارشاد فرماتے ہیں تو مشرق والے مغرب میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں کو صاف دیکھتے ہیں اسی طرح پیشگوئی تھی کہ جب ان کی بیعت ہوگی تو آسمان سے آواز آئے گی کہ ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوا کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو اور اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز ہر خاص وعام سنے گا۔ (قیامت نامہ صفحہ ۲ مولفہ رأس المفسرین مولانا شاہ رفیع الدین مطبع مجتبائی۔ دہلی)

چنانچہ ہر سال عالمی بیعت کے موقع پر جبکہ لاکھوں لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں یہ آواز ہر خاص وعام سنتا ہے۔

پس اب تمام دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس امام کی بیعت کریں جس کے حق میں یہ پیشگوئیاں عین صفائی سے پوری ہو چکی ہیں لیکن بجائے اس کے کہ اس روحانی امام کی قدر کی جائے جو سب مسلمانوں کا خیر خواہ اور دن رات ان کی بھلائی کا خواہاں ہے۔ چند کرائے کے مولوی اس امام کی مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں۔ تاکہ مسلمان بھائیوں کو لوٹنے کا ان کا کاروبار جاری رہ سکے۔ پس مسلمان بھائیوں سے ہماری دردمندانہ درخواست ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے والے ان دنیا پرست دیوبندی مولویوں کے جھوٹ سے بچیں اور اس دَور میں خدا کی طرف سے آنے والے سچے امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو شناخت کر کے ان کو قبول کریں اور ان کی بیعت کریں کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ،

فاذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی (ابوداؤد جلد ۲ باب خروج المہدی)

کہ اے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے کہ امام مہدی علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں تو فوراً ان کی بیعت کرو۔ خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔

یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ سالہا سال سے مسلمان دینی تعلیم سے غافل تھے ان کے بچے کلمہ، نماز روزہ سے بے خبر تھے جب احمدی مبلغین نے ہندوستان میں تقسیم ملک کے بعد اس کی پہل کی ہزاروں دیہاتوں اور شہروں میں بڑوں اور بچوں کو یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی کلمہ سکھایا، نماز سکھائی۔ اور قرآن مجید پڑھایا۔ جہاں بھی احمدی مبلغین یہ نیک کام شروع کرتے ہیں شیطان کی طرح دینی کام میں روڑا اٹکانے کے لئے یہ دیوبندی مولوی وہاں پہنچ جاتے ہیں اور احمدیوں کو کافر کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اسلام کے سچے خیر خواہ ہیں اگر ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہمدردی ہے تو یہ بھی انہیں دینی تعلیم سکھائیں، قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ اگر ان کے دلوں میں غیرتِ اسلام ہے تو یہ ہندو بن جانے والے یا عیسائیت اختیار کرنے والے لاکھوں مسلمانوں کو دوبارہ اسلام میں لانے کی فکر کریں۔ آج جماعت احمدیہ جہاں جہاں مسلمان بھائیوں کو دینی تعلیم سکھانے کا انتظام کر رہی ہے۔ وہیں دنیا بھر میں لاکھوں غیر مسلم اس الٰہی جماعت کے ذریعے اسلام میں داخل ہو کر کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ رہے ہیں۔

پس مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ ان مفاد پرست مولویوں کے چُنگل میں پھنسنے کی بجائے گہری نظر سے پہنچانیں کہ کون مسلمانوں کا سچا دوست اور کون دشمن ہے؟

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ جہاں جہاں جماعت احمدیہ مسلمان بھائیوں کو دینی تعلیم دینے، نماز اور قُرآن مجید سکھانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ وہاں وہاں پر یہ دیوبندی مولوی پہنچ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قادیانیوں کا کلمہ اور ہے۔ نعوذ باللہ قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کی ہتک کرتے ہیں۔ دینِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کا درود شریف اور ہے وغیرہ وغیرہ اور اس جھوٹ کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں کے ذریعہ آج کل خوب پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو کتابچہ بعنوان حضرت محمد صلعم کے پرچم کہاں ہیں۔ دار العلوم دیوبند سے شائع ہوا ہے اس میں بھی اسی طرح کی جھوٹ کی غلاظت بھری پڑی ہے۔

ان سب جھوٹے اعتراضات کے مقابل پر ہمارا جواب تو بس یہی ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر خُدا کی لعنت ہو۔

دراصل دیوبندیوں کو اُن کے روحانی پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی یہ تعلیم ہے کہ احیاءِ حق کے واسطے جھوٹ بولنا جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ کامل کتاب الحظر والاباحۃ سوال نمبر ۱) اس لئے اپنے پیشوا کی تعلیم سے مجبور ہو کر یہ لوگ جھوٹ کی غلاظت کھاتے ہیں علاوہ جھوٹ بولنے کے اپنی فطری عادت کی تسکین کے لئے ہمارے مقدس امام کو طرح طرح کی گالیاں بھی نکالتے ہیں اور احمدیوں کو نعوذ باللہ من ذٰلک کافر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے اور اپنے منہ میاں مٹھو بن کر خود کو بڑھ چڑھ کر عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں۔ لیکن ابھی ہم اس مضمون میں ان کے عشق کی قلعی کھولیں گے۔ اور بتائیں گے کہ دراصل جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کرتی بلکہ دیوبندی ہیں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیبہ کی توہین کرتے ہیں۔ دیوبندی ہیں جو صحابہ کرام اور اہل بیعت کی شانِ اقدس میں گالیاں نکالتے ہیں یہ دیوبندی ہیں جو گنگوہ کو روضہ شریف سے افضل بتاتے ہیں قرآن مجید کے متعلق غلیظ غلیظ فتوے شائع کرتے ہیں۔

ہم ان کی گالیوں کے باوجود عرصہ سے خاموش تھے لیکن جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ اب نہ صرف معصوم مسلمانوں بلکہ ان کی اگلی نسل کے بھی دشمن بن چکے ہیں جو نہ تو خود مسلمانوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں اور نہ یہ برداشت کرتے ہیں کہ کوئی اُن کو دینی تعلیم دے تاکہ ان کی کمائی کا کاروبار کھلا رہے اور یہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل کے مسلمانوں کو ان پڑھ اور بے علم رکھ کر اچھی طرح لوٹتے رہیں تو اب ہم بھی ان کے عشقِ اسلام کا بھانڈا بیچ بازار میں پھوڑنے جا رہے ہیں۔ اگلی اقساط میں ملاحظہ فرمائیے! (باقی)

(منیر احمد خادم)

ایم ٹی وی احمدیہ کا اجراء

خُدا کے فضل سے آیا پھر ایک دورِ سعید — فضا میں گونج رہا ہے ترانۂ توحید
اُسی کے فیض کا ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے — کہ جس کی عالمِ امکاں میں دید تھی نہ شنید
زمانہ دیکھ رہا ہے بشوق "ایم ٹی وی" — خُدا کرے کہ یہ ابلاغ کی بنے تمہید
خدا نے اپنے کرم سے یہ انتظام کیا — کہ اہمیت تھی بہت اور ضرورت اسکی شدید
ہوئے بلند فضاؤں میں احمدی پرچم — جہاں کو غلبۂ دیں کی سنا رہے ہیں نوید
جو چاہے کھول لے پیغامِ حق کا دروازہ — ہر احمدی کو عطا کی گئی اک ایسی کلید
جو قادیان سے آوازِ حق بلند ہوئی — تو آسماں سے بھی اس قول کی ہوئی تائید
ہوا کے دوش پہ پہنچی یہ سارے عالم میں — بغور سنتے ہیں دانشورانِ دورِ جدید
کرے گا نرم دلوں کو یہ آشتی کا پیام — بنیں گے موم یقیناً وہ سنگ ہوں کہ حدید
"پیامِ امن کو پہنچاؤ گوشے گوشے میں" — امامِ وقت کا یہ حکم ہے یہی تاکید
مخالفت جو کریں اُن کو پیار سے سمجھاؤ — انہیں بتاؤ کہ انکارِ حق نہیں ہے مفید
امامِ وقت سے خالی رہا نہ کوئی زماں — یہی ہے حرفِ حقیقت یہی ہے قولِ سدید
یہ دور مہدیِ آخر زماں کا ہے لاریب — گواہ اس کے ہیں ارض و سما و خورشید
"منم مسیحِ زماں و منم کلیمِ خدا" — یہ قولِ مہدیِ برحق تھا ایک قولِ رشید
زمانہ احمدیت سے بھی ہو گیا مانوس — نہ کام آئی فقیہانِ دہر کی تردید
ہے اس نظام سے وابستہ غلبۂ توحید — کہ ہے قیامِ خلافت ظہورِ حق کی نوید
خدا کرے کہ یہ دنیا بنے بہشت نظیر — مری دعاؤں کی رب احدی کرے تائید

سلیم منتظرِ رحمتِ خدا ہوں میں
اُسی کے فضل سے وابستہ ہے مری اُمید

(سلیم شاہجہانپوری۔ کراچی)

خطبہ جمعہ

جماعت کی طاقت کا راز اس اطاعت میں ہے جو فرشتوں نے دکھائی تھی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۱۲ شہادت ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲۴)

گزشتہ دو خطبوں سے یہ مضمون چل رہا ہے کہ اگر نفس کے اندھیروں کو نفس سے دور نہ کیا جائے تو روشنی وہاں جگہ نہیں بنا سکتی۔ اس میں ایک بظاہر تضاد بھی ہے۔ روشنی ہی تو ہے جو اندھیروں کو دھکیل کے باہر کرتی ہے مگر قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ نفس کے اندھیرے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب روشنی کے رستے بند کردیئے جائیں۔ روشنی کی جو راہیں اللہ نے بنائی ہیں ان سے اگر داخل بھی ہو تو وہ ادراک کی قوت جو آخری صورت میں ہر آنے والے پیغام کو سمجھتی ہے اور اس کا تجزیہ کرتی ہے اس سے ایک آخری شکل نکالتی ہے وہ اس لائق نہ ہو کہ اس پیغام کو سمجھ سکے پس کوئی تضاد نہیں ہے اس بات میں۔ روشنی میں طاقت تو ہے کہ وہ اندھیروں کا ازالہ کرے مگر وہ پردے جو روشنی کی راہ میں حائل کر دیئے جائیں پھر جو اندھیرے پیدا ہوتے ہیں ان کے وجود میں روشنی کا کوئی قصور نہیں۔

پس یہ جو مثال دی "افرء یت من اتخذ الٰھه ھواہ" کہ وہ شخص جو اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنا لے اس کی مثال ایسی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے دے اور باوجود علم کے گمراہ ہو یعنی روشنی ہو تو سہی مگر ایسی روشنی نہ ہو جس سے وہ فائدہ اٹھا سکے اور یہ کس صورت میں ممکن ہے فرمایا "ختم علیٰ سمعه" اس کے کانوں پر بھی مہر کردے یعنی قوت شنوائی پر "و قلبه" اور اس کے دل پر بھی مہر لگادے "و جعل علیٰ بصرہ غشوۃً" اور اس کی آنکھوں پر پردہ تان دے۔ یہ اگر صورت پیدا ہو تو روشنی خواہ وہ سمعی روشنی ہو یا بصری روشنی ہو وہ پردوں سے ٹکرا کر ناکام واپس لوٹ جائے گی اور اندھیروں کو روشنی میں تبدیل نہیں کر سکے گی۔ اور یہ جو صورت حال ہے یہ ایک انسان کی اندرونی بیماری سے تعلق رکھتی ہے اور یہ بیماری باہر سے نہیں آتی کیونکہ خدا نے تو کہیں نہیں فرمایا کہ اپنے نفس کو اپنا معبود بنالو۔ اللہ تعالیٰ نے تو بار بار یہی فرمایا اور اسی طرف توجہ دلائی کہ میں ہی تمہارا ایک معبود ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس وہ شخص جو جان بوجھ کر سنتے ہوئے بھی نہ سنے، دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھے اور خدا کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کو معبود بنالے اس پر اگر یہ پردے اترتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی جبر نہیں ہے ہر انسان کا اپنا اختیار ہے۔ اگر خدا کو معبود بنائے گا تو روشنی بغیر تردد کے، بغیر روک کے سارے وجود کو روشن کردے گی اور اگر نہیں بنائے گا، اپنے نفس کو معبود بنائے گا تو وہ پردے حائل رہیں گے۔

یہ پردے کیا ہیں یہ دراصل نفس کی غلط فہمی کے پردے ہیں اور اس غلط فہمی کو سمجھے بغیر آپ ان پردوں کو اتار نہیں سکتے یا آخری تجزیہ کو اگر پیش نظر رکھیں تو جب تک اپنے نفس کو خدا کے تقاضوں پر ترجیح دیتے رہیں گے یہ پردے آپ کی آنکھوں، آپ کے کانوں، آپ کے دل پر سے اتر نہیں سکتے، ناممکن ہے۔ چنانچہ فرشتوں کی مثال اور شیطان کی مثال نے یہی بات ہم پر کھولی فرشتوں پر کوئی انا کا پردہ نہیں تھا اور شیطان پر انا کا پردہ تھا۔ شیطان نے اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھا اور اپنے نفس کو خدا بنا لیا اپنی ہوی کو خدا بنایا ہوا تھا فرشتوں اور شیطان میں یہی فرق ہے۔ فرشتوں نے خدا کو خدا بنایا تھا اس لئے جب خدا نے فرمایا کہ اس کو سجدہ کرو تو اس کے سامنے جھک گئے کیونکہ اللہ کا حکم تھا اور معبود خدا تھا۔ پس خدا کے حکم کے تابع اگر کسی کی اطاعت کی جائے تو وہ انسان کی اطاعت نہیں ہے وہ اس وجود کی اطاعت نہیں ہے بلکہ اللہ کی اطاعت ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کس کے سامنے کسی کو جھکادے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہمیشہ اس کا اپنا نفس ہوتا ہے جس کو وہ خدا سمجھتا ہے۔

اور اس آیت کی تفسیر اور اس کی ساری روئداد آدم کی تخلیق اور فرشتوں اور شیطانوں کے اس حکم پر ردعمل میں ہمارے سامنے ہے جو قرآن کریم نے محفوظ فرمایا۔ حکم ہوا سجدہ کردو، فرشتوں نے کہا حاضر ہیں ہم سجدہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے ہمارے مقابل پر اس کی کیا حیثیت ہے لیکن تھا ضرور خیال۔ اگر خیال بھی نہ ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ کیا تو اس کو بنائے گا زمین میں اپنا خلیفہ، اس کو بنائے گا جس سے فساد برپا ہوں گے جس سے خون خرابہ ہوگا، زمین خون سے رنگی جائے گی۔ اس لئے یہ غلط بات ہے کہ انہوں نے لاعلمی میں خدا کے حکم کے سامنے سر جھکایا ہے۔ علم تھا اور ایسی بات کا علم تھا کہ جو واقعۃً ہو کے رہنے والی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ آدم کے وجود کے نتیجے میں جب اس کو اختیار ملے گا نیک و بد میں فیصلہ کرنے کا، چاہے تو نیکی اختیار کرے، چاہے تو بدی اختیار کرے تو اپنی سرشت کے اعتبار سے یہ ایسا ہے کہ خودسری بھی کرے گا مخالفتیں بھی ہوں گی آپس میں ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑے اٹھیں گے حسد کارفرما ہوگا۔ جو بھی باتیں ہوں اس وجود نے تو ضرور دنگے فساد کرنے ہیں اور خون خوب بہائے گا فساد برپا کرے گا اور خدا کہہ رہا ہے کہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ مگر فرشتے جانتے تھے کہ ہم خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اس لئے خدا جس کے سامنے کہے ہم اسی کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ تو کوئی بےوقوفی کا فیصلہ نہیں تھا لاعلمی کے نتیجے میں، لاعلمی تھی تو عرفان کی کمی کی وجہ سے۔ جو عرفان خدا نے ان کو عطا نہیں فرمایا اس کے فقدان کی وجہ سے ان کے دل میں وسوسے پیدا ہوئے مگر ان وسوسوں کے باوجود اطاعت کی ہے اس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نفس کے اندھیرے وسوسوں سے پیدا ہوتے ہیں اور وساوس ہی ہیں جو یقین کو شک میں بدل دیتے ہیں۔ پس وہ شخص جو اپنے وسوسوں کا شکار نہ ہو اور اس آخری حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھے کہ جسے خدا نے مامور بنایا ہے اس کے سامنے میں سر جھکاؤں گا، جسے خدا نے ایک امارت بخشی ہے ایک حکم بخشا ہے میں نے تو خدا کی عبادت کرنی ہے اس بندے کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ اگر میں نے خدا سے روگردانی کی تو میں کہیں کا بھی نہیں رہوں گا اور جتنا کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اپنے سے چھوٹا دیکھے اور پھر بھی سر جھکائے اتنی ہی بڑی اس کی عظمت ہے۔ وہاں جھکنا عظمت کی دلیل ہے وہاں سر اٹھانا ذلت کا نشان ہے۔ اب دیکھو فرشتوں کو کیسا مرتبہ اور مقام حاصل ہوا انہوں نے آدم کو ایک معمولی حقیر چیز دیکھتے ہوئے بھی اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا فیصلہ کیا کیونکہ خدا کا حکم تھا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر الزام سے پاک رکھا لیکن شیطان نے کیا کہا "انا خیر منه"۔

تو پہلا پردہ جو انسان کو اندھیروں میں مبتلا کرتا ہے وہ انانیت کا پردہ ہے اور یہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ "من اتخذ الٰھه ھواہ" وہ جو اپنی خواہشات کو، اپنے نفس کو، اپنے طبعی میلانات کو اپنا معبود بنا بیٹھے وہ مجسم شیطان ہے اور اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہے۔ اس کی آنکھیں دیکھتے ہوئے بھی اندھی ہوں گی اس کے کان سنتے ہوئے بھی بہرے ہوں گے اس کا دل ان پیغامات کو آخری صورت میں ترتیب نہیں دے سکتا جس ترتیب کے ساتھ انسان کو خیالات سمجھ آتے ہیں اور حقائق کی پہچان ہوتی ہے، جس ترتیب کے ساتھ ایک پاک دل اپنی شنید کو اور اپنی بصر کے پیغامات کو مرتب کرتا ہے اور نتائج نکالتا ہے۔ پس واقعات تو وہی رہتے ہیں جو ہیں، اب ان کو کیسے سمجھنا ہے ان کے کیا نتائج نکالنے ہیں ان باتوں میں فرق ہے۔ اب دونوں باتیں درست تھیں جو خدا کے حکم کے بعد فرشتوں کی طرف سے بطور عذر پیش ہوئیں اور شیطان کی طرف سے بطور عذر پیش ہوئیں۔ اب یہ بھی ایک بہت دلچسپ حقیقت ہے کہ ایک کو روشنی کیوں قرار دیا دوسری کو اندھیرا کیوں قرار دیا۔ ایک روشنی کی راہ میں پردہ نہ بنی اور دوسرا عذر جو فی الواقعہ درست تھا روشنی کے سامنے پردہ بن گئی۔ ان دونوں کا اگر آپ تجزیہ کریں اور تفریق کریں تو پھر اس حکمت کی سمجھ آ جاتی ہے پھر اسے اپنے روزمرہ حالات پر آپ چسپاں کریں تو آپ کے لئے، اپنے لئے روزانہ صحیح فیصلے کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

فرشتوں نے جو کہا تھا کہ فساد کرے گا زمین میں اور خون خرابہ ہوگا یہ ضرور کہا لیکن ہوا بھی ایسا ہی۔ جب سے نبوت دنیا میں ظاہر ہوئی ہے نبوت کے انکار کے نتیجے میں فساد برپا ہوئے ہیں اور فساد برپا

کرنے کی ذمہ داری ہمیشہ نبوت کے دشمنوں کے سر پر رہی۔ تو فرشتوں نے بات ٹھیک کی مگر نتیجہ صحیح اخذ نہیں کرسکے کیوں کہ ان کو ان چیزوں کا علم نہیں تھا جو خدا تعالیٰ نے ابھی ان پر ظاہر نہیں فرمائی تھیں۔ اس لئے ان کے اندھیرے لاعلمی کے اندھیرے تھے انا کے اندھیرے نہیں تھے۔ اور لاعلمی کے اندھیرے جب علم آتا ہے تو اندھیروں کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مضمون سکھایا اور سمجھایا کہ دیکھو اصل بات یہ ہے تو انہوں نے کہا پاک ہے تو ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا، تو ہمیں یہ پہلے بتا دیتا تو ہم یہ بات ہی نہ کرتے۔ اب تو نے فرمایا ہے تو بالکل ٹھیک ہے یہی مضمون ہونا چاہیے۔ اور شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ اب بہتر ہونے کا نتیجہ نکالنے کا اس کا کیا حق تھا جب کہ حکم وہ دے رہا تھا جو اس سے بہتر تھا۔ جانتا ہے کہ حکم دینے والا مجھ سے بہتر ہے اور اس بات کو بھلا کر اپنے نفس کی خاطر دلیل کو نیچے سے شروع کرکے نیچے ہی ختم کر دیتا ہے۔ کہتا ہے تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اس میں کونسا جھوٹ ہے آگ ہی سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا یہ بھی بالکل سچ ہے اور اس کے باوجود خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ ناراض اس لئے ہوتا ہے کہ اصلیت کو اصل مقام پر نہیں رکھا گیا بلکہ ایک ایسی ضمنی بحث میں مبتلا ہوگیا جس ضمنی بحث کا اس حکم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ خدا بہتر ہے کہ نہیں، یہ بحث تھی۔ صاحب امر کون ہے۔ اگر انسان صاحب امر ہوتا اور خدا کہتا یہ صاحب امر ہے تو پھر دلیل اس کے خلاف قائم کی جاسکتی تھی یہ جو کمزور ہے نالائق ہے یہ مجھ پر کیسے حکومت کرے گا۔ لیکن اگر خدا صاحب امر ہے تو پھر یہ بحث ہی بے کار اور بے معنی ہے اس کی مثال مذہبی تاریخ میں طالوت اور جالوت کی مثال ہے۔ جب قوم کے مطالبے پر اس وقت کے نبی نے طالوت کو نمائندہ بنایا اور ان پر بادشاہ مقرر کیا تو انہوں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ نہ اس کے پاس دولت نہ علم ہم سے زیادہ اور اس کے کیا اعتراض ہیں دو، بہرحال جو اس وقت میرے ذہن سے فوری طور پر دماغ منتقل ہو تو وہ مضمون پوری وضاحت سے سامنے نہیں رہتا، اعتراض وہ اٹھایا جو اس سے ملتا جلتا تھا کہ ہم بہتر ہیں اور طالوت ہمارے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس کو وہ مرتبہ حاصل نہیں اس کو وہ عزت حاصل نہیں جو ہمیں حاصل ہے تو مرتبہ اور عزت کا جو اعتراض ہے یہ وہی ہے جو شیطان نے اٹھایا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو علم اور جسم میں ہم نے تم پر فضیلت بخشی ہے اور جس مقصد کے لئے ہم اس کو امارت بخش رہے ہیں اس مقصد کو پورا کرنے والی یہ دو چیزیں ہیں۔

> **جو بھی خرچ ہیں ان میں اگر نفس خدا ہے تو خرچ ایک تو بے محل ہوگا اور دوسرے ضرورت سے زیادہ ہوگا۔**

پس اس پہلو سے مطالب کو نہ سمجھنے کے نیتجے میں اگر سوال اٹھتے ہیں تو اگر انانیت کی وجہ سے نہیں اٹھتے تو وہ منع نہیں ہیں۔ اگر انانیت کی وجہ سے اٹھتے ہیں تو وہ گناہ بن جاتے ہیں اور اس کا فیصلہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ آزمائش کا موقع آتا ہے۔ پس اس موقع پر خدا تعالیٰ نے ساری قوم کو مردود نہیں قرار دیا جیسا کہ شیطان کو کہا کہ تو اب مردود ہوگیا ہے، تیری دلیل ہی جھوٹی اور گندی ہے۔ تو نے میرے خلاف بغاوت کی ہے اور بہانہ بنا رہا ہے کہ میں نے آدم کے خلاف بغاوت کی ہے کیونکہ میں نے اسے مقرر کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس واقعہ کا موازنہ کریں خدا نے وہاں فیصلہ نہیں دیا خدا نے کہا نہیں یہی بہتر ہے جو میں نے بنایا ہے لیکن بعد میں آزمائش ہوئی اور آزمائش اس طرح ہوئی کہ ایک دریا کو پار کرنے کے بعد مقابلہ ہونا تھا اور دشمن سے جو بہت بڑا اور طاقتور تھا۔ اس سے اس قوم کی لڑائی ایک ایسی سرزمین میں تھی جو دریا پار تھی اور وہاں سے گزرتے ہوئے ان لوگوں کو پیاس بہت لگی ہوئی تھی۔ اس پر خدا تعالیٰ کے حکم سے طالوت نے ان کو کہا کہ ایک دو گھونٹ یا ایک دو اوک یعنی چلو میں جتنا بھی پانی آتا ہے وہ پی لو تو اور بات ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ اب ان کو یہ بھی حکمت سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے کہا نہیں یہ تو ہماری عقلیں مانتی نہیں۔ اکثر ان میں سے وہ تھے جنہوں نے پی لیا اور جو تھوڑے تھے وہ بچ گئے اس بات سے۔ اب لطف کی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرنے والے وہ بھی تھے جو اس امتحان میں پورا اترے۔ انہوں نے اپنی عقل کو استعمال کیا مگر فیصلہ خدا کا مانا اور وہ بھی تھے جو پہلے بھی اپنی عقل کو برتری دے رہے تھے، فضیلت دے رہے تھے بعد میں جب موقع پیش آیا تو اس امتحان میں اسی لئے ناکام رہے کہ اپنے عقلی فیصلے پر قائم رہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ اس پانی میں ضرور کوئی زہر تھا یا کوئی تاثیر تھی ہوسکتا ہے گندہ پانی ہو جس کے نیتجے میں اسہال بھی لگ جاتے ہیں، پیچش بھی ہو جاتی ہے کئی قسم کے مخفی معاملات ہیں جن کا خدا کو علم ہے بندوں کو نہیں کئی ایسی بیماریاں لگ جائیں جس سے ہمت جواب دے جائے تو وہ جو بڑے لڑاکے بن کے نکلے تھے وہ کہتے تھے طالوت سے ہم زیادہ قابل ہیں ان سب نے یہ عذر رکھ کر لڑنے سے جواب دے دیا کہ دشمن بہت بڑا اور طاقتور ہے اور ہم تھوڑے ہیں۔ اور جو تھوڑے تھے جو خدا والے تھے وہ اور بھی تھوڑے رہ گئے اگر وہ سارے بھی لڑتے تب بھی تھوڑے تھے مگر جو لڑے وہ اور بھی تھوڑے رہ گئے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ" جس کا حکم ہے وہ کرکے دکھاتا ہے وہ طاقتور ہے۔ دیکھو کئی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی سی معمولی جماعت نے ایک بڑی اور طاقتور جماعت کو شکست دیدی۔ اور یہ ہمیشہ اس وقت ہوتا ہے جب امر الٰہی کو فوقیت دو اور اپنے نفس کو اس کے نیچے کردو، اس کے بغیر نہیں۔ مذہبی قوموں میں بھی غلبے کی جان اس وقت تک رہتی ہے جب وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں اور چمٹے رہتے ہیں۔ جہاں اس سے سرکنے لگتے ہیں وہیں ان کی موت کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات میں نے ایسے بعض لوگوں پر جو پرانے خدمت کرنے والے بھی تھے اس وجہ سے سختی کی کہ انہوں نے امیر کے ایک حکم کو ٹالا اور اس کے مقابل پر ایک اڈہ بنایا اور یہ بحث شروع کی کہ ہم زیادہ صحیح کہہ رہے ہیں تم غلط کہہ رہے ہو۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگوں کے معاملے کو خطبوں میں بھی مجھے خوب کھولنا پڑا اور بتانا پڑا کہ یہ بہت ہی ناقابل برداشت حرکت ہے۔ کسی قیمت پر بھی میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ امیر مقرر ہو اور اس کی اطاعت سے تم بہانے بناکر باہر نکلنے کی کوشش کرو۔ یہ بحث بے تعلق ہے کہ اس کی بات درست ہے کہ تمہاری بات درست ہے۔ اگر تمہیں اختلاف ہے تو ہر وقت اس کے خلاف اپیل کر سکتے ہو۔ آپس میں باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، آپس میں مشوروں کی کوئی اجازت نہیں۔

اگر خلیفہ وقت کا بنایا ہوا امیر ہے تو لازم ہے کہ اس امیر کے متعلق اگر کسی حکم سے اختلاف ہو تو بالا افسروں یا خلیفہ وقت کو مطلع کرو اور جب تک اوپر سے فیصلہ نہ آجائے اس کی اطاعت کرو۔ یہ وہی پہلا سبق ہے جسے گزرے ہوئے چھ ہزار سال گزر گئے ہیں۔ اس چھ ہزار سال میں حضرت داؤدؑ کا زمانہ بھی گزر گیا، نبیوں کے بعد نبی آئے مگر بعض انسان ایسے جاہل ہیں کہ ہمیشہ اسی مقام پر ٹھوکر کھاتے ہیں جہاں سب سے پہلے شیطان نے کھائی تھی۔ یہ وہ اندھیرا ہے جو دیکھنے بوجھنے کے باوجود اور "علیٰ علمٍ" ہے اور علم ہی کا اندھیرا ہے۔ ہمیشہ یہ سرکش لوگ کہتے ہیں ہمیں زیادہ علم ہے امیر تو بےوقوف آدمی ہے اس کی تو تعلیم ہی کوئی نہیں۔ ہم لوگ صاحب علم لوگ ہیں ہم جانتے ہیں۔ ہم دانشور ہیں یہ پاگل جیسا آدمی آپ نے بنادیا امیر ہمارے اوپر، اس کو کیا پتہ کہ معاملات کیا ہوتے ہیں اس لئے ہمارے پیچھے لگے گا تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور وہی دلیل ہے جو شیطان نے دی تھی اور رد کردی گئی اور کبھی بھی ان کا کچھ نہ بنا۔ ایسے لوگوں کو نہ دنیا میں کبھی کامیابی ہوئی نہ آخرت میں کبھی کامیابی ہوسکتی ہے اگر اس طرز عمل کو جماعت میں برداشت کرلیا جائے تو ساری جماعت ظلمات کا شکار ہو جائے گی اندھیروں میں مبتلا ہو جائے گی۔

جماعت کی طاقت کا راز اس اطاعت میں ہے جو فرشتوں نے دکھائی تھی۔ جانتے تھے کہ یہ وہ وجود آنے والا ہے جس کے نیتجے میں خوب خون خرابہ ہوگا اور اس کے نیتجے میں فسادات سے زمین بھر جائے گی۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ کیوں بھرے گی یہ معاملہ بعد میں ان پر کھلا جب شیطان نے بغاوت کی اور خدا کو یہ چیلنج دیا کہ میں تیرے بندوں کو کھینچ کر اپنی طرف لے جاؤں گا اور اس طرح ان پر حملہ آور ہوں گا کہ ان کو کچھ دکھائی نہیں دے گا کہ میں کہاں سے آرہا ہوں۔ ان کے دائیں سے بھی حملہ کروں گا بائیں سے بھی حملہ کروں گا آگے سے بھی پیچھے سے بھی اوپر سے بھی نیچے سے بھی اور تو دیکھے گا کہ سارے یہ لوگ بکھر گئے اور تجھے چھوڑ کر میرے پیچھے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری یہ بات بھی جاہلانہ ہے جیسے پہلی بات جاہلانہ تھی۔ جو میرا بندہ ہے اس پر تجھے کوئی اثر نہیں ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے یہ خیال کہ انسان پیدا ہونے کے بعد خدا کا بندہ بن جاتا ہے یہ خیال ہی غلط ہے۔ کثرت سے لوگ پیدا ہو رہے ہیں، بندے وہی ہیں جو "کم من فئۃ قلیلۃ" کے ہیں جن کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے کہ "غلبت فئۃ کثیرۃ" وہ تھوڑے ہونے کے باوجود ضرور غالب آئیں گے، ان میں غلبے کی طاقتیں بخشی گئی ہیں اور یہ بات امر الٰہی سے پیدا ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔

> **ہر وہ خرچ جو طاقت سے بڑھ کر ہے وہ شیطان کی راہ کا خرچ ہے۔**

پس سب سے بڑا اندھیرا نفس کا یہ اندھیرا ہے کہ جو میں سمجھ رہا ہوں یہ اگر خدا کے منشاء سے ٹکراتا بھی ہو اور نظام جماعت سے مختلف فیصلہ بھی ہو تب بھی میں ٹھیک ہوں اور نظام جماعت غلط۔ اس اندھیرے نے ہمیشہ لوگوں کو ہلاک کیا اور کچھ عرصے کے بعد یہ ٹولے جو بڑے بڑے سر اٹھانے والے تھے، جتھے بنانے والے، سازشیں کرنے والے، ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ جس طرح دودھ سے مکھی کو نکال کے باہر پھینک دیا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے ان کی بڑائیوں سمیت، ان کی اناسمیت، ان کے بڑے بڑے دعاوی سمیت ان کے ٹولوں سے جماعت کو صاف ستھرا کرکے نتھار لیا اور اب ان کا حال دیکھو کہاں پہنچے ہیں۔ کوئی ہے جو جماعت کے مقابل پر فتنے کے سر اٹھانے کے بعد اس سر کو اپنے وجود پر قائم رکھ سکا ہو۔ اس کی سرداریاں ہی ختم ہوگئیں۔ وہ سب سرداریاں جماعت کی برکت تھی، جماعت ہی کی وجہ سے عطا ہوئی تھیں اور ان ظالموں کو پتہ نہیں لگا کہ ہم ہیں کیا، ہماری حیثیت کیا ہے۔ یہ جماعت کی برکت ہے جو ہمیں کچھ لوگ عزت سے خطاب کرتے ہیں اور ان عزتوں کو جماعت کے بعد ہم زندہ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ کبھی رکھ سکے۔ تو عزتوں کا معاملہ ہے تو "قل ان العزۃ للہ جمیعاً" عزت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ انانیت سے کوئی عزت نصیب نہیں ہوسکتی۔

> معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں
>
> **اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا**
>
> اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

تو نفس کو ھویٰ بنانے کی ایک وجہ اور اول اور غالب وجہ انانیت ہے یا اپنے نفس کی عزت اور اسی کی ایک شکل تکبر ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ تکبر بھی اور یہ انانیت بھی دراصل ہمیشہ احساس کمتری سے پیدا ہوتے ہیں اگرچہ نظر یہ آتے ہیں کہ یہ احساس برتری ہے۔ وہ شخص جو جانتا ہے کہ اصل مالک خدا ہے اگر اس کے دل میں یہ ایک خلش سی ہے کہ میرا پھر کیا ہے، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، وہ خدا کی اطاعت میں بھی مخلص نہیں ہے۔ وہ آزادی چاہتا ہے۔ اس وجہ سے جب بہانہ ملتا ہے تو خدا کو تو رد نہیں کرسکتا مگر اس کے بنائے ہوئے کو رد کردیتا ہے۔ اس طرح اس کے نفس میں جو کمتری کا احساس تھا کہ اچھا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ یہ بات وہی ہے جیسے جنگ احد میں ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو فیصلے فرمائے ان پر عمل ہوا اور اس کے بعد منافقین نے یہ باتیں شروع کردیں کہ گویا کہ سارے فیصلے انہی کے ہاتھ میں ہیں ہمارے پاس کیا رہا ہمارے پاس امر میں سے کچھ بھی نہیں رہا تو دیکھیں ہے وہی شیطان پرانا، امر کا مطالبہ کر رہا ہے، میرے ہاتھ میں امر ہونا چاہئے اور وہی قلت اور کثرت والی بات بھی پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔

نفس کے اندھیرے وسوسوں سے پیدا ہوتے ہیں اور وساوس ہی ہیں جو یقین کو شک میں بدل دیتے ہیں۔

پہلے ہی وہ صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھے یا وہ جمیعت جو آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھی تعداد میں تھوڑی تھی، دشمن ان سے بہت زیادہ تعداد میں بڑا اور طاقت میں بھی زیادہ تھا لیکن منافقوں کا ٹولہ یہ کہہ کر الگ ہوگیا کہ اگر ہماری بات مانی ہی نہیں جانی ہمارے مشوروں پر عمل ہی نہیں ہونا تو ہمیں کیا ضرورت ہے آپ کے ساتھ رہنے کی، ہماری آپ کی جدائی اور وہ لوگ چھوڑ کر الگ ہوگئے۔ اور دیکھیں کس شان سے دوبارہ خدا کا یہ کلام ظاہر ہوتا ہے "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة" تھوڑی تعداد نے بڑی کے چھکے چھڑا دیئے اور پھر جب خدا کے فرمان کی اطاعت میں کمزوری واقع ہوئی تو بھاگے ہوئے دوبارہ واپس آئے اور پھر غالب آنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکی عزت رکھی اور انہیں بخش دیا اور پھر تھوڑوں کو بڑوں پر غلبہ عطا کردیا۔ اس ادلنے بدلنے نے، اس زیر و بم نے ثابت کردیا کہ خدا کا کلام ہی سچا کلام ہے اور اس میں کسی اتفاق کا کوئی دخل نہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو اس طرح ایک نشے میں مبتلا کردیا گیا تھا جیسے بعض دفعہ بعض لوگ جھوٹے دعاوی کے ذریعے بھی ایک قربانی کا نشہ پیدا کردیا کرتے ہیں۔

اس سے پہلے اسلامی تاریخ میں بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ حسن بن صباح کا واقعہ ہے۔ اس نے بھی ایک مذہبی دیوانوں کی جماعت تیار کی تھی اس نے بھی یہ کوشش کی تھی کہ ان مذہبی دیوانگی کے برتے بڑی بڑی حکومتوں پہ غالب آ جائے۔ ASSASINS تیار کئے ان کو دھوکے دینے کے لئے کئی طریق اختیار کئے گئے مگر کہاں گیا وہ۔ اس کی جماعت، وہ جو اس نے حکومت قائم کی تھی تھوڑے ہی عرصے میں دیکھتے دیکھتے اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔ عبرت کے لئے وہ تاریخ کی کتابوں میں تو ملتا ہے مگر حقیقت کے طور پر اس کی بنائی ہوئی جماعت کی کوئی حیثیت، کوئی وجود کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ پس بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فرضی طور پر کسی کو ایک کہانی میں مبتلا کردیا جائے خواہ وہ سچی نہ بھی ہو۔ بعض دفعہ کہانی کی دھن ہے جو انسان کے جسم و دماغ اس کے قویٰ پہ قبضہ کرلیتی ہے فرضی باتوں کے نتیجے میں بھی انسان بڑی بڑی قربانیوں کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر فرضی باتوں میں ہر ادلتے بدلتے حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ اونچ نیچ جو زمانے کے ہیں ان کے ساتھ ساتھ ان فرضی باتوں میں غلبے کی طاقت ہر حال میں نہیں رہتی اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تاریخ سے تصادم کے نتیجے میں یہ فرضی باتیں ہمیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں اور ان کا کبھی کچھ نہیں رہتا۔ پس فرضی باتوں نے فرضی جنون تو پیدا کئے ہیں مگر وقتی، عارضی طور پر کچھ عرصے کے لئے تماشہ دکھایا اور چلے گئے لیکن ایک دائمی تبدیلی پیدا کردیں اور دائمی غلبہ پیدا کردیں یہ ناممکن ہے، کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہر اس احتمال کو دور کرکے دکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو غلبہ کسی انسانی تدبیر کے نتیجے میں ہے۔ جنگ احد کا واقعہ اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے، تھوڑے تھے اور بہت بڑی اور غالب جماعت جس میں بڑے بڑے چوٹی کے سپہ سالار تھے ان کے آناً فاناً چھکے چھڑا دیئے۔ جب پہاڑی پر نگران، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حکم سے ایک دفد یا کہنا چاہئے ایک جماعت کام کر رہی تھی غالباً تیس چالیس یا اس کے لگ بھگ ہوں گے، جتنی بھی وہ جماعت تھی انہوں نے اس درہ کی حفاظت کا کام نہایت بہادری سے سرانجام دیا اور بڑے زبردست تیر انداز تھے اور دشمن جانتا تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے اس درہ سے ہم گزر کر مسلمانوں کے عقب سے حملہ نہیں کرسکتے اور جب وہ فتح نصیب ہوگئی اور وہ امر سے نکل گئے اور نیچے اتر آئے تو پھر دشمن نے دیکھا کہ وہ خلاء پیدا ہوا ہے اور وہ اس طرف سے حملہ آور ہوئے اور ایک دفعہ اس فتح کو شکست میں تبدیل کردیا گیا۔ صاف ثابت ہوا کہ امر کے نتیجے ہی میں دراصل غلبہ تھا لیکن جب خدا نے فیصلہ کیا کہ پھر اس شکست کو فتح میں بدلا جائے تو ایک حیرت انگیز چیز ہے۔ انتہائی زخم خوردہ، انتہائی تھکاوٹ سے چور، بے سروسامان ایسے جن کے کثرت سے شہداء تھے جن کو سنبھالنا مشکل ہوا ہوا تھا کثرت سے زخمی تھے ان کو خدا نے فرمایا کہ تم عزم کرو اور ان کا پیچھا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم انہی زخمیوں کو لے کر اس غالب جماعت کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا کہ قسمت سے جان بچی ہو اتفاق سے پھر انسان اس خطرے کے مونہہ میں خود چھلانگ مارنے کے لئے لپکے اور پیروی کرے اور آوازیں دے کہ آؤ ہمیں ختم کرو ہم ابھی باقی ہیں۔ اور حیرت انگیز رعب ہے جو ان کے دلوں پر چھا گیا، وہ واپس نہیں لوٹ سکے، حملہ نہیں کرسکے جانتے تھے کہ یہی وہ ہیں جن کو کل ہم نے مار مار کر ان کی ساری طاقت کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اب وہی زخمی، مارے ہوئے، کوٹے ہوئے جن میں کوئی نیا آدمی شامل نہیں، کچھ بھی کمک نہیں ہے، تعداد میں کم ہوئے ہوئے پہلے سے اور طاقت میں کم یعنی زخموں سے چور وہ پیچھا کر رہے ہیں اور بیٹھتے ہیں وہ ایک جگہ غور کرتے ہیں فیصلے ہوتے ہیں کہ کیوں نہ اب ان پر حملہ کرکے ان کو ختم کردیا جائے لیکن توفیق نہیں ملتی۔

یہ خدا بتانا چاہتا ہے کہ میرے ہی امر کا کام ہے کہ وہ تمہیں طاقت بخشے۔ میرا ہی امر ہے جو تمہاری پشت پناہی کرتا ہے۔ میرا ہی امر ہے جو تمہیں دشمن کے غلبے سے بچاتا ہے اور تمہاری اقلیت کو بڑی بڑی طاقتوں پر غالب کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا معمہ ہے جو آج تک مستشرقین حل نہیں کرسکے۔ سر ٹکراتے ہیں، ان کی وہ عبارتیں وہاں پڑھیں، شروع میں تو بڑے فخر کی عبارتیں ہیں کہ اس طرح پھر کافروں نے مار مار کے اڑا دیا مسلمانوں کو یہ حال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا یہ حال ہوا، فلاں کا یہ حال ہوا، درہ میں پناہ لینی پڑی اور جب آگے چلتے ہیں تو پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ عقل یہ لگتا ہے لرزہ طاری ہوگیا ہے۔ لکھیوں نے سوال اٹھایا کہ کیا ہوگیا تھا ان کو، بڑے بڑے دانشور بنے پھرتے تھے کیوں نہیں پلٹے اور ایک دفعہ صفایا کردیا ہمیشہ کے لئے ہم اسلام سے نجات پا جاتے۔ وہ تھے کون؟ کیوں کہ خدا کا امر تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پشت پناہی کر رہا تھا اس لئے آپ کی یعنی زندہ روحانی جماعتوں کی طاقت کا راز امر الٰہی میں مضمر ہے یہاں سے آپ ٹلے تو آپ کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور پھر سارے اندھیرے آپ کو گھیر لیں گے۔ کیوں کہ جب امر الٰہی سے واسطہ ٹوٹتا ہے تو ہزار قسم کے دوسرے امر سر اٹھاتے ہیں اور ایک کی غلامی سے نکل کر آپ کو اربوں کی غلامی اختیار کرنی پڑتی ہے لامتناہی خدا اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ نفس کا الٰہ بناتے ہی ایک الٰہ نہیں رہتا بلکہ ہر چیز معبود بن جاتی ہے۔ اس کو سیاست میں دیکھیں۔ اس کو تجارت اور اقتصادیات میں دیکھیں۔ اس کو معاشرتی امور میں دیکھیں۔ ہر پہلو سے ہمیشہ آپ کو تمام اندھیروں کی جڑ اس امر الٰہی سے انحراف میں نظر آئے گی۔ اس وقت جب اپنی خواہش کو معبود بنالیں گے۔ یہ جتنی بے راہروی ہو رہی ہے، عورتوں پر ظلم ہو رہے ہیں، بچوں پر ظلم ہو رہے ہیں، معصوم انسانوں کو شہوت کا شکار بنا کر اور ذبح کردیا جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اور اتنے دردناک واقعات ہوتے ہیں کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ کوئی قوم ذلت کی اس انتہا کو پہنچ سکتی ہے جہاں کوئی جانور دنیا کا ایسی کمینگی نہیں دکھا سکتا جتنا انسان دکھاتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے امر الٰہی میں آنکھ کھولی اور امر الٰہی سے انکار کردیا۔ پھر اسفل سافلین اس کا مقدر ہوگیا اور خدا کی یہ بات ضرور پوری ہونی تھی کہ ہم نے تمہیں بڑے کاموں کے لئے بنایا تھا، مسلسل لامتناہی ترقی کے لئے پیدا کیا تھا اور یہ ایسا سفر ہے جو اندھیروں سے روشنی کی طرف سفر ہے۔ اور نہ اندھیروں کی کوئی انتہا ہے، نہ روشنی کی کوئی انتہا ہے۔ اگر تم اس سفر پہ جاری نہ رہے تو تمہارا رخ واپسی کی طرف پلٹے گا۔ ہر اس اندھیرے میں واپس جاؤ گے جس سے نکل کر تم روشنی کی طرف آئے تھے۔

پس اب جو انسانی شہوات کی دنیا ہے قرآن کریم نے اس میں جو دوسری مثال دی ہے اس میں لہو و لعب کو پیش کیا ہے اندھیروں کی ایک شکل میں۔ اب لہو و لعب میں انسان کی جنسی خواہشات، اس کے عیش و عشرت کے سامان کی تمنا، اس کا دل بہلاوے کے سامان کرنا خواہ جنسی نہ بھی ہوں یہ ساری چیزیں اس دائرے میں آتی ہیں۔ جو لوگ اپنے نفس کو خدا بناتے ہیں ان کا خدا ان کو ان ساری چیزوں میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بے شمار ایسے احتمالات ہیں جو اس کے سامنے جگہ جگہ سے اٹھتے رہتے ہیں۔ وہ ہر احتمال گویا ایک فرضی بت ہے جو اس کے سامنے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ ایک انسان کہتا ہے کہ میں اس معاملے میں اگر صحیح راہ اختیار کروں تو میرے ہاتھ میں ایک آئی ہوئی چیز ہے مگر مجھے حق نہیں ہے اس لئے کہ میرا معبود اور ہے اس نے اجازت نہیں دی میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ یہ ایک خیال ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے مقابل پر نفس کا شیطان اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ تم نے کس کو معبود بنالیا ہے میں تمہارا معبود ہوں اس لئے جو ہاتھ میں ہے اسے استعمال کرو قطع نظر اس کے کہ خدا کیا چاہتا ہے۔ تو ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا کے سامنے سر جھکانا پڑا اور یہ وہ خدا ہے جو ہمیشہ دھوکہ دیتا ہے اور اس کے امر کے نتیجے میں کبھی بھی فائدہ نصیب نہیں ہوا اور جب اس کے نتیجے میں انسان، اس پیروی کے نتیجے میں انسان دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے تو لوٹتا خدا ہی کی طرف ہے مدد کے لئے۔ اس وقت شیطان یعنی اس کے نفس کا شیطان کہتا ہے کہ میں نے تو تمہیں دھوکہ دیا تھا اس طرف چلانے

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

کے لئے۔ اب میں ایک طرف اور تم ایک طرف اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اور اس وقت پھر خدا ہی کو پکارتا ہے تو دل کی گہرائیوں سے جانتا ہے کہ معبود اور ہے۔ اور اس کے باوجود دیدہ دانستہ جھوٹے معبودوں کی پیروی کرتا ہے یہ ہے "علی علم"۔ حقیقت میں علم ہے یہ خدا نہیں ہے۔ حقیقت میں ہر نفس کا ضمیر اسے تنبیہ کرتا ہے اسے جگاتا ہے، اسے جھنجھوڑتا ہے کہ دیکھو یہ غلط رستہ ہے۔ تو ہر جگہ غلط خدا کو معبود بنا لینا یہ تو زندگی کو عذاب بنا دینے والی بات ہے اور اسی سے بنی نوع انسان کی زندگی آج کی دنیا میں جہنم بن گئی ہے اور بنتی چلی جا رہی ہے۔

اب اس سے اگلا جو معاملہ ہے اس میں ہے "زینة و تفاخر"۔ اب زینت اور تفاخر کے لحاظ سے آپ دیکھیں کہ کس طرح ہماری روزمرہ کی زندگی میں زینت اور تفاخر نے کتنی بڑی تباہی پھیلا رکھی ہے۔ ہماری شادی بیاہ کے موقع پر، ہمارے تعلقات میں، ہم جب ایک دوسرے کو دعوتوں پر بلاتے ہیں، کسی کی ضرورت پوری کرنے کے بہانے اپنی انا کو دنیا پر ظاہر کرتے، اپنی انا کے دکھاوے کی خاطر بظاہر نیکی کے کام کرتے ہیں یہ زینت اور تفاخر ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر زینت اور تفاخر کو آپ نکال لیں تو اکثر شادی بیاہ ناکامی سے بچ سکتے ہیں۔ اور وہی اندھا پن جو آدم کے وقت سے شروع ہوا ہوا ہے آج بھی جاری ہے یعنی دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں، لیکن اندھے ہیں اور بہرے بھی ہیں اور سوچنے کی طاقتوں سے محروم ہیں۔ یہ کیوں ہے۔ یہ وہی کہانی ہے جو شروع سے آخر تک چلتی ہے کیونکہ شیطان نے قیامت تک مہلت مانگی تھی اور قیامت تک یہی کہانی ہے جو آپ کے سامنے بار بار ظاہر ہوگی۔ پہچانیں تو سہی اس کو کہ ہو کیا رہا ہے۔

نفس کو ھویٰ بنانے کی ایک وجہ اور اول اور غالب وجہ انانیت ہے یا اپنے نفس کی عزت اور اسی کی ایک شکل تکبر ہے۔

اب لوگ قرض اٹھا لیتے ہیں شادیوں کی خاطر یا اپنے دکھاوے کے لئے کوئی دعوتیں کر رہے ہیں بڑی بڑی، مہمان نوازی میں غلو کر رہے ہیں۔ جو بھی خرچ ہیں ان میں اگر نفس خدا ہے تو خرچ ایک تو بے محل ہوگا اور دوسرے ضرورت سے زیادہ ہوگا۔ اور یہ جو ضرورت سے زیادہ کا شیطان ہے اسے خدا تعالیٰ نے شیطان ہی قرار دیا ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑی تباہی ہوتی ہے، معاشرے کا سکون برباد ہوتا ہے اور انسانی رہن سہن پر ایک بہت بڑی تباہی وارد ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے "و اٰت ذاالقربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا" کہ دیکھو جب خدا نے تمہیں خرچ کا حکم دیا ہے تو خدا کی خاطر خرچ کرنا ہے۔ اگر تم خرچ تو کرو مگر اپنی خاطر کرو تو پھر تم خدا کی عبادت نہیں کر رہے کسی اور کی عبادت کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں یہ فرماتا ہے کہ "اٰت ذاالقربیٰ حقه" جو اقرباء ہیں ان کا حق ادا کرو۔ کتنے ہی ہیں جو امیر ہو گئے اور اقرباء کا حق بھول گئے اور اپنی دولتیں اکٹھی کرنے، اپنے دکھاوے میں مگن رہے، یہ نہیں دیکھا کہ فلاں قریبی، فلاں عزیز کس حال میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ "والمسکین" اور جو قریب نہیں بھی ہے ویسے مسکین ہے بےچارہ گرا پڑا اس کی ضرورتوں کا خیال کر کے جو خدا نے تمہیں زائد عطا فرمایا ہے اس میں اس کو شریک کرنے کی کوشش کرو۔ یہ تب ہو سکتا ہے اگر خدا معبود ہو۔ "وابن السبیل" اور راستہ چلتے کا بھی خیال رکھو۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے انسانی برادری کو کتنی وسعت عطا فرما دی اور نفسانیت کے ہر پہلو کا ازالہ فرما دیا۔ اقرباء کے ساتھ تعلق بعض جگہ بہت ملتا ہے یعنی ہر جگہ ایک ہی بیماری نہیں ہے۔ بعض جگہ تو اقرباء سے تعلق تعصبات کی شکل میں ڈھل جاتا ہے، اتنا زیادہ تعصب کہ غیر کے حقوق کا خیال ہی نہیں رہتا اور ٹولے بنائے جاتے ہیں جتھے بنائے جاتے ہیں کہ جی ہم اقرباء کے حقوق کا خیال رکھ رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو اتنا متوازن کر دیا ہے کہ ایک تعلق دوسرے کی راہ میں حائل ہو ہی نہیں سکتا۔ فرمایا اقرباء کا حق ادا کرنا ہے مگر مسکین کے حق کو پیش نظر رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہ مسکین کا حق لے کے اقرباء کو دیدو اور وہ بے یار و مددگار لوگ ترستے رہ جائیں اور جو کچھ بھی ہے تمہارے اپنے ٹولے کے اندر ہی پھرتا رہے۔ اور فرمایا مسکین بھی صرف وہ نہیں جو تمہاری آنکھوں کے سامنے مسکین ہے اور اس سے تمہارے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوا ہے۔ "وابن السبیل" مسافر کا کیا ہے آیا اور چلا گیا اس کے ساتھ کون سے رابطے ہونے ہیں۔ مسکین تو اگر مقامی ہے وہ ہمیشہ آپ کے احسان کو یاد رکھے گا۔ بسا اوقات جتنا احسان ہے اس سے بھی زیادہ مسکین شکریے کے جذبے سے مجبور ہو کر آپ کی خدمتیں کرتا ہے۔ اب ہمارے معاشرے میں یہ جو بےچارے نسبتاً غریب لوگ کمی کاری کہلاتے ہیں ان پر کون سا احسان زمیندار کرتے ہیں۔ یہی احسان کرتے ہیں نا کہ شادی کے موقع پر ہمارے آ کے برتن مانجھو، ہماری چارپائیاں درست کرو، ہمارے شامیانے لگاؤ اور خدمتیں کرو اور مٹھیاں چاپیاں کرو یہ احسان ہے اور بعد میں کچھ دے دیا اور دیا تو خیرات کے طور پر کہ دیکھو ہم کتنے سخی لوگ ہیں ہم تمہیں دے رہے ہیں۔ کام لینا بھی احسان اور محنت کا بدلہ دینا بھی احسان۔ ایسے ذلیل معاشرے میں خدا کہاں سے داخل ہو جائے گا۔ یہ جو معاشرہ ہے یہ مسکین سے اپنے نفس کی عبادت کرواتا ہے۔ "الٰهه هواه" کا مضمون یہاں بھی کار فرما ہے۔ مگر ابن السبیل بھی ہے تو اس کا بھی خیال رکھو ہر مسافر کا تم پر حق ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا "ولا تبذر تبذیرا" کہ جتنی طاقت ہے اس سے آگے نہیں بڑھنا کیونکہ اگر تم نے طاقت سے بڑھ کر خرچ کیا تو خدا کی خاطر یہ خرچ نہیں ہوگا یہ نفس کی خاطر ہوا کرتا ہے۔ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قانون بنایا ہے کہ جتنا میں تمہیں دیتا ہوں اس سے زیادہ میں مانگتا ہی نہیں۔ تو اگر خدا کا قانون یہ ہے کہ جتنا میں تمہیں دوں اس سے زیادہ میں مانگتا ہی نہیں تو آپ کون ہیں جو خدا کے دیئے ہوئے سے بڑھ کر اسے دینے کی کوشش کریں۔ اس لئے ہر وہ خرچ جو طاقت سے بڑھ کر ہے وہ شیطان کی راہ کا خرچ ہے اور وہ ثابت کر دیتا ہے کہ خدا کا یونہی نام تھا اصل میں نفس کی خاطر خرچ ہو رہا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "لا تبذر تبذیرا" دیکھو حد سے زیادہ اسراف سے کام نہ لینا کہ کھلے خرچ کرتے پھرو اس بہانے کہ خدا نے فرمایا ہے اقرباء کے لئے خرچ کرو مسکینوں کے لئے خرچ کرو مسافروں کے لئے خرچ کرو بعض لوگ سبیلیں لگوا دیتے ہیں اور کئی قسم کے ایسے کام کرتے ہیں۔ اگر یہ تمہاری توفیق سے بڑھ کر ہوا اور حد سے زیادہ ہوا اور توازن بگڑ گئے تو فرمایا "ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربه کفورا" پھر تو تم شیطان کے دھوکے میں آ گئے اس کے چنگل میں پھنس گئے کیونکہ مبذر شیطان کا بھائی ہوتا ہے۔ "اخوان الشیٰطین" یعنی کئی قسم کے شیطانوں کا بھائی ہوتا ہے۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اسی آیت میں ایک جگہ شیطان فرمایا ہے ایک جگہ شیاطین فرمایا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ وہ شیاطین اچانک ایک شیطان کیسے بن گئے کیونکہ فرماتا ہے "ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربه کفورا"۔ مبذر یعنی اسراف کرنے والے حد سے زیادہ بڑھنے والے یہ تو شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا تھا۔ تو دراصل شیطان کی تمثیل پر جو انسان پیدا ہوتے ہیں وہ ہمیشہ نفس کی خاطر خرچ کرنے والوں کو گھیر لیا کرتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ خائب و خاسر رہتے ہیں، بد انجام کو پہنچتے ہیں۔ وہ جو ان کے ماں باپ نے محنت سے کمائے تھے وہ سب چیزیں ضائع کر بیٹھتے ہیں تو ایک شیطان نہیں کئی شیاطین لگ جاتے ہیں۔ ان کے ارد گرد جو ٹولہ ہے وہی ان کی بڑی تعریفیں کر رہا ہوتا ہے۔ کہتا ہے واہ جی واہ کوئی خرچ سیکھے تو آپ سے سیکھے۔ کیا بات ہے آپ نے تو مہمان نوازی کی حد ہی کر دی اور اس طرح آپ نے خرچ کیا اور بڑی شہرت ہوئی۔ آپ نے جو اپنی بیٹی کی شادی کی ہے بہت ہی مشہور ہوئی ہے کتنا لوگ باتیں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں بلے بلے شادی ہو تو یوں ہو۔ اور اس طرح پاگل بنا بنا کے ان کی جائیدادیں بکوا دیتے ہیں، ان پہ قرضے چڑھوا دیتے اور جب سب کچھ ہاتھ سے جاتا ہے تو آپ بھی ہاتھ سے چلے جاتے ہیں۔ پھر وہ اگر ان کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو دوسرے دروازے سے باہر نکل جائیں گے۔ یہ شیاطین ہیں۔

اور شیطان کی جہاں خصلت کی بات کی گئی ہے وہاں اکیلا شیطان استعمال فرمایا۔ ایک شیطان ہوں یا دو ہوں یا دس ہزار ہوں شیطان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے رب کا ناشکرا ہوا کرتا ہے۔ اور کسی چیز کو محل پر نہ خرچ کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔ بے محل استعمال کرنا یا جتنی طاقت ہے اس سے بڑھ کر استعمال کرنا یہ بھی ناشکرا پن ہے۔ شیطان نے جتنی صلاحیتیں خدا نے اس کو دی تھیں ان کو بے محل استعمال کیا یہ اس کا ناشکرا پن تھا ورنہ صلاحیتیں بہت تھیں۔ تھا تو آگ سے پیدا ہوا ہوا لیکن یہ صلاحیتیں نہ ہوتیں تو ساری دنیا پر اپنے دھوکے کے ذریعے اتنا بڑا کنٹرول، اتنا عروج کیسے حاصل کر لیتا۔ اکثر خدا کے بندے جو اصل میں اس کے بندے نہیں تھے ان پر قبضہ کر بیٹھا ہے اور دنیا کو فساد سے بھر دیا ہے۔ اور فرشتوں بے چاروں کا صرف اتنا قصور تھا کہ فساد سے شیطان نے بھرنا تھا، فرشتے سمجھ رہے تھے آدم بھرے گا۔ انہوں نے دنیا کو فساد سے بھرنا تھا جنہوں نے آدم کی اطاعت سے انکار کرنا تھا۔ اور آدم نے تو دوبارہ اس حالت کو بدلنے کی ایک کوشش کرنی تھی۔ وہ جو منکرین ہیں جو ناشکرے ہیں انہیں واپس اقرار اور شکر کے مقام پر لا کے کھڑا کرنا تھا۔

تو یہ کہانی جو ازل سے چلی آ رہی ہے ازل تک اسی طرح جاری رہے گی۔ جب تک دنیا، زمین و آسمان قائم ہیں یہی کچھ ہم ہوتا دیکھتے آئے ہیں، یہی کچھ ہوتا رہے گا اور یہ اندھیرے علم کے اندھیرے ہیں اور روشنیوں کے اندھیرے ہیں۔ وہ شخص جو اسراف کر رہا ہے آنکھیں اس کی کھلی ہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ کتنا مجھے مزہ آ رہا ہے، کتنی میری شہرت ہو رہی ہے، کتنی میری ناموس بڑھ رہی ہے۔ کیوں اس کو مزہ آ رہا ہے؟ نفس کی عبادت ہو رہی ہے۔ وہ سمجھتا ہے یہ سارے میرے نفس کے سامنے سر جھکا رہے ہیں۔ تو وہ دراصل اپنی عبادت کا مزہ اٹھا رہا ہے۔ اور جو اپنی عبادت کرواتا ہے اور اپنی عبادت کرتا ہے اس کے مقدر میں ہلاکت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی شکلیں ہیں جو میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور یہ بہت اہم مضمون ہے اندھیروں کی نوعیت کو سمجھنا اور ان کی نشاندہی کرنا۔ اگر آپ اندھیرے دیکھنے لگ جائیں تو روشنی کیوں نظر نہیں آئے گی آپ کو اندھیرے سمجھیں گے تو پھر روشنی سمجھ آئے گی۔ ان سے بچ سکتے ہیں تو پھر روشنی کی طرف رخ کریں گے۔ پتہ لگے کہ کون سے پردے پڑے ہوئے ہیں جو کانوں پر بھی ہیں، آنکھوں پہ بھی۔ دل کو بھی اپنی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

پلیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کو تدبیر سُجھ آئے گی کہ کیسے ان سے نجات حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر زینت اور تفاخر کو آپ نکال لیں تو اکثر شادی بیاہ ناکامی سے بچ سکتے ہیں۔

یہ مضمون بظاہر باریک ہے مگر باریک نہیں بہت موٹا مضمون ہے۔ پہلی کہانی کے خدوخال ہی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ قرآن کریم اٹھالیں کہانی ہی آدم اور شیطان اور فرشتوں کی باتوں سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن عجیب کہانی ہے چند لفظوں میں بیان ہوئی اور ساری انسانی تاریخ کو ڈھانپ لیا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ساری انسانی تاریخ پر حاوی ہوگئی۔ یہ ہے وہ کہانی جس سے بہتر کبھی کوئی کہانی نہ بنائی گئی، نہ بنائی جاسکتی ہے اور حقائق پر مبنی کہانی ہے اپنے آپ کو دہرانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی بظاہر جو باریکیاں ہیں ان کو ایسے دیکھیں جیسے آنکھوں کے سامنے کھڑی دکھائی دے رہی ہیں۔

اب اندھیرے بھی کئی قسم کے ہیں۔ نفس انسان کو بعض باتیں بھلا دیتا ہے اور اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے شیطان نے بھلا دیا۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا انبیاء کو شیطان نہیں بھلایا کرتے وہاں شیطان سے مراد نفس کے اندر جو بشری کمزوریاں ہیں وہ مراد ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی بھولتے رہے۔ ثابت ہے قطعی طور پر۔ مگر کوئی شیطان نہیں تھا جو آپؐ پر غالب آسکتا۔ آپ کے تو نفس کا شیطان بھی مسلمان ہوچکا تھا۔ اس لئے وہاں شیطان سے مراد صرف اتنی ہے کہ نفس کے اندر مخفی جو خدا تعالیٰ نے بعض کمزوریاں رکھی ہیں بھول چوک، مثلاً ایک بات پوری طرح نہ دیکھ سکے، بعض دفعہ غلطی سے لوگوں کے کہنے پر غلط فیصلے بھی ہو جاتے ہیں تو یہ سارے وہ شیطان ہیں جو گناہ والے شیطان نہیں ہیں، یہ مجبوریوں کے شیطان ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب گذشتہ خطبے میں نماز جنازہ کے وقت میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری آپا زبیدہ مرحومہ جن کی میں نے نماز جنازہ پڑھائی تھی یہ مرزا اظہر احمد صاحب ہمارے بھائی کی ساس ہیں تو یہ بھی ایک قسم کی ایک غلطی تھی۔ ان کی ساس تو آپا حمیدہ ہوا کرتی تھیں۔ یہ دونوں بہنیں تھیں۔ اور مجھے پتہ ہے لیکن چونکہ خطبے میں دماغ ایک خاص مضمون میں الجھا ہوا ہوتا ہے اچانک اس سے نکل کر دوسری طرف جاکر پوری طرح اس کو دیکھ لینا یہ بسا اوقات ممکن نہیں ہوتا۔ تو خیالات کو ایک دم تبدیل کرکے دوسرے مضمون کو فوکس کرکے دیکھ لینا ایک طبعی مجبوری ہے کہ بعض دفعہ نہیں ہوتا۔ تو مجھے اچھا بھلا پتہ تھا آپا حمیدہ بہت شفقت کرنے والی تھیں اور ہمارے گھر تو ان کا بہت ہی آنا جانا تھا کیونکہ میری والدہ سے تعلق کی وجہ سے وہ بہت ہم سے پیار کرتی تھیں۔ ان کی بیٹی ہیں ہماری قیصرہ بیگم جو میاں اظہر کی بیوی ہیں۔ اور ان کے دو بھائی اور بھی ہیں شہزاد اور انیس، انیس تو کینیڈا میں ہے اور کرنل شہزاد پتہ نہیں امریکہ میں ہیں یا کہاں ہیں۔ مگر بہرحال یہ ساری اولاد ہی اللہ کے فضل سے جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والی ہے۔ آپا زبیدہ ان کی چھوٹی بہن تھیں جو بیگم سردار بشیر احمد صاحب مالیر کوٹلوی تھیں۔

اس خاندان کا تعارف میں نے پہلے اس غرض سے کروایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً ان کے بعض مراتب بتائے گئے اور فرمایا گیا کہ یہ بھی اپنے اخلاص میں اتنی غیر معمولی ترقی کرچکے ہیں کہ گویا اہل بیت میں سے ہیں اور ان کی دل جوئی کی جائے، ان کا خیال رکھا جائے۔ تو ان کے جو دادا تھے محمد خان صاحب انہی کی خاطر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نرمی کے سلوک کا حکم دیا ہے اس لئے جہاں بھی موقع مل سکے ان کا ذکر خیر چلانا یہ بھی کار ثواب ہے۔

یہ عبدالمجید خان دو ہیں۔ ایک محمد خان صاحب کے بیٹے اور ایک عبدالمجید خاں ویرووال والے عبدالمجید خاں صاحب جو ویرووال والے ہیں یہ آپا طاہرہ صدیقہ کے والد اور اسی طرح نصیر خاں صاحب مرحوم کے والد اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر بھی عبدالمجید خاں تھے۔ اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر جو عبدالمجید خان تھے وہ محمد خان صاحب کے صاحبزادے تھے۔ تو وہ پہلی بیوی تھیں۔ یعنی عبدالمجید خان صاحب ویرووال والے جن کو ربوہ کے تو اکثر لوگ جانتے ہیں باہر کے بھی جانتے ہیں پروفیسر نصیر خاں صاحب کے والد ان کی شادی محمد خاں صاحب کی پوتی سے ہوئی تھی اور عبدالمجید خان صاحب کے خسر کا نام بھی عبدالمجید خان تھا۔ ان کی صاحبزادی امۃ اللہ بیگم پروفیسر نصیر خاں صاحب کی والدہ تھیں۔ اس لئے یہ اگر رشتہ صاف سمجھ نہ بھی آئی ہو تو میں نے چونکہ ذکر چھیڑا تھا میں ایک دفعہ کھول دوں۔

نصیر خاں صاحب بہت مشہور انسان ہیں پروفیسر کے طور پر علمی لحاظ سے بھی، شاعر کے لحاظ سے بھی، بحیثیت ایک نہایت اعلیٰ درجے کے انسان اور مجلسوں کی رونق ہونے کے لحاظ سے بھی۔ کم انسان ہیں جو ایسے مزین ہوتے ہیں جیسے پروفیسر نصیر خاں صاحب مرحوم تھے۔ تو ان کے والد بزرگوار عبدالمجید خان صاحب ویرووال والے بھی بہت بڑے مرتبے کے بزرگ تھے اور ان کی جو والدہ تھیں اس طرف سے بھی بہت بڑا مرتبہ انہوں نے پایا کیوں وہ ان کی والدہ محمد خاں صاحب کی پوتی تھیں۔ ان کی اور بھی اولاد ہے خدا کے فضل سے۔ جن کو میں جانتا ہوں وہ تو بڑے مخلص ہیں دونوں خاندانوں کے۔ جن کو میں نہیں جانتا وہ اس لئے نہیں جانتا کہ وہ غائب ہوگئے تو دعا کریں اللہ ان کو بھی غائب نہ رہنے دے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۱ مئی ۱۹۹۶ء)

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنی

میزبان قوم کے دلوں کو فتح کرنا ہے تو اس کی چابی بھی سچائی میں ہے۔ جو سچا ہو خدا اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ آپ نے اسلام اور احمدیت کے نقیب بننا ہے اور سچائی کے نقیب بننا ہے۔ اکثر داعی الی اللہ وہی کامیاب ہیں جن کے اندر سچائی پائی جاتی ہے۔ ان کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اور وزن سچائی کا نام ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تمام انسانی فساد کی جڑ جھوٹ ہے۔ اگر انسان خواہ کیسا ہی مجرم کیوں نہ ہو یہ فیصلہ کر لے کہ جو کچھ بھی ہو میں نے جھوٹ نہیں بولنا اسی دن اس کے جرائم کی جان نکلنی شروع ہو جائے گی۔

حضور نے حدیث نبوی کے حوالہ سے بتایا کہ سنی سنائی بات کو آگے چلانا بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ اگر کسی بھائی سے نفرت یا کینہ ہے اس کے متعلق کسی سنی سنائی بات کو آگے اچھال دیا یا محبت کی وجہ سے کسی کی بات کی تحقیق ہی نہ کی تو یہ بھی برائی ہے۔ جتنی قومیں منافقوں سے ہلاک ہوتی ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ بات سنی اور آگے چلا دی۔ فحشاء بھی اسی لئے جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے اور جھوٹ کی جرأت، بدکرداری کی جرأت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ اپنی زندگیوں کو سچا بنا لیں تو اس دنیا میں جنت بنائیں گے۔ سچائی طمانیت بخشتی ہے۔ سچ سادگی پیدا کرتا ہے، قناعت پیدا کرتا ہے۔ ایک سادہ آدمی جو جھوٹا نہ ہو وہ قانع ضرور ہوا کرتا ہے۔ ہر مشکل کا حل سچائی میں ہے۔ ہر زندگی کا سکون و طمانیت سچائی میں ہے۔ جھوٹ ایک لعنت ہے جس نے زندگیوں کو برباد کر دیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج یوگنڈا میں بھی خدام کا اجتماع ہو رہا ہے۔ بدقسمتی سے وہاں بھی جھوٹ اور چوری کی عادت بہت پھیل چکی ہے۔ جہاں جھوٹ اور چوری ہو وہاں انسانی تعلقات گندے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جھوٹ کی عادت بعض اوقات واقعتاً جسمانی خداؤں کے سامنے بھی سر جھکانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پاکستان اس کی ایک مثال ہے۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں۔ حضور نے جماعت جرمنی کی دو نمایاں خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب انہیں کوئی نیک کام کہا جاتا ہے تو ساری جماعت سنجیدگی، محنت اور کوشش سے اس میں جت جاتی ہے کہ تناسب کے لحاظ سے اور کہیں یہ تناسب دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں جس ہمت، صبر، استقلال اور حکمت کے ساتھ مربوط ٹیموں کے ساتھ آپ لوگوں نے محنت کی ہے ایسی محنت کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دو باتیں ہیں جن کی وجہ سے میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور آپ کے لئے محبت کے جذبات ہیں اور میں آپ کے لئے دعائیں کرتا ہوں اور اسی جذبہ کے ساتھ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ آپ کے اندر جو جھوٹ کے جذبات ہیں ان سے اپنے آپ کو پوری طرح صاف کریں۔ جس طرح میری ہر بات کو آپ نے مانا ہے اس معاملے میں بھی اسی جذبے سے لبیک کہیں، دیانت داری اور اخلاص سے کوشش کریں۔ خطبہ کے آخر پر حضور نے اس اجتماع کی کامیابی کے لئے دعائیہ کلمات فرمائے اور ذکر الٰہی کے ماحول میں وقت گزارنے کی نصیحت فرمائی۔

M/S. NISHA LEATHER

Specialist in :

Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bags, Jackets, Wallets Etc.

19-A, JAWAHAR LAL NEHRU ROAD, CALCUTTA-700 081.

طالب دعا:۔ محبوب عالم ابن مخترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

★

STAR CHAPPALS

Wholesellers of :

High Quality Leather & Rubber Chappals

105/661, Opp. BLOCK No. 7, FAHIMABAD COLONY, KANPUR-208 001.

PHONE : 543105

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM SANTOSH NAGAR

ARROW GYM CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ:۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر حیدرآباد

وزن کم کرنے، بڑھانے، موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں تمام کی جانیوالی ایکسرسائز اور خوراک، باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے (باڈی ویٹ ساتھ لکھیں) مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

M.A. SALEEM (BODY BUILDER), H.NO. 18-2-888/1071. NIMRA COLONY, FALAKNUMA POST-500253., HYDERABAD (A.P.) INDIA.

آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بر موقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

(تیسری قسط)

وہ آیات جن کی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں بہت سے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اس کا ترجمہ آپ سن چکی ہیں۔ اگر تفصیل سے ان آیات کی تفسیر کی جائے تو باقی مضامین ممکن ہے اس تھوڑے سے وقت میں بیان ہی نہ کئے جا سکیں۔ اس لئے چونکہ پہلے میں ان آیات پر روشنی ڈال چکا ہوں یعنی آیات جو روشنی مجھ پر ڈالتی ہیں اس میں میں آپ کو بھی شریک کر چکا ہوں اس لئے میں چند دوسری آیات جو بعض دوسرے پہلوؤں کا ذکر کرتی ہیں وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَۃٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۱﴾ (النور: ۶۱)

کہ وہ عورتیں جو بیٹھی رہ جاتی ہیں "اللاتی لا یرجون نکاحا" جو نہ نکاح کی امید رکھتی ہیں نہ ضرورت محسوس کرتی ہیں۔ یعنی بعض دفعہ بیوگان بڑی عمر کی ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کنواریاں "من القواعد" وہ کنواریاں جو بڑی عمر کو پہنچ جاتی ہیں اور اپنے اندر نہ کوئی حاجت پاتی ہیں نکاح کی نہ دنیا سمجھتی ہے کہ ان کو نکاح کی ضرورت ہے۔ ان کے متعلق فرمایا "فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن" ان پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے وہ پردوں کے اہتمام جو انہوں نے کئے ہوئے تھے وہ اتار دیں۔ عام سادہ زندگی میں لوگوں کے سامنے پھریں، وہ بھی عام لباس میں بے شک پھریں۔ مگر ایک شرط ہے کہ جاہلیت کے سنگھار پھر نہیں کرنے۔ مگر بہتر ہے "ان یستعففن" ان کے باوجود ان کا بچ کر رہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ سوسائٹی بیمار ہوتی ہے بعض دفعہ۔ بعض ایسے گندے مزاج کے، ٹیڑھے مزاج کے مرد ہوتے ہیں جو ہر طرف نظر ڈالتے ہیں تو بد نظر ہی ڈالتے ہیں۔ تو فرمایا ان کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ استعفاف کریں، یعنی جس حد تک بچ سکتی ہوں بچیں۔ لیکن اس تعلیم کے پیش نظر اگر وہ نسبتاً کھلے عام باہر نکلتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس ضمن میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال گو اس مثال میں نہیں آتی مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بڑی عمر میں جا کر اول تو یہ کہ وہاں قادیان میں اور ربوہ میں بھی ہر ایک نظر جو آپ کو دیکھتی تھی یعنی احمدی وہ ایک مقدس ماں کے طور پر دیکھتی تھی اور آپ کے جلال کے رعب سے نظریں اٹھتی ہی نہیں تھیں آپ کے چہرے کی طرف۔ مگر ایک عمر میں جا کر آپ کے لئے ممکن نہیں تھا کہ پردہ کھینچ کر اوپر سے نیچے لائیں۔ اس لئے آپ چھتری لے لیا کرتی تھیں اور چھتری لے کر دارالانوار مثلاً سیر کے لئے جاتی تھیں۔ کبھی ڈلہوزی میں بھی مجھے توفیق ملی آپ کے ساتھ جانے کی تو جب دیکھے غیر مرد آئے ہیں تو ان کے سامنے چھتری جھکا لی اور پھر چھتری اونچی کر کے کھلی ہوا سے لطف اندوز ہوئیں۔ حالانکہ اس عمر میں جا کر عام عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے جو ایسے مقدس مقام نہ بھی رکھتی ہوں کہ تم نسبتاً آسان زندگی اختیار کر لو کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن استعفاف کا پہلو ایسا ہو کہ دنیا کو نظر آئے کہ یہ بچنے والی عورتیں ہیں، یہ عام عورتیں نہیں ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے "غیر متبرجات بزینۃ"۔ بعض عورتیں بڑی عمر میں بھی سنگھار پٹار بہت کرتی ہیں صرف جوانی کا قصہ نہیں ہے۔ ان کو آپ کہیں نا چلو بازار چلتے ہیں کہتی ہیں ٹھہرو میں تیار ہو جاؤں۔ کیوں تیار ہونا ہے اچھی بھلی گھر میں بیٹھی ہوئی صاف پاکیزہ روحانی چہرہ ہے کیا کرنا ہے اس کو۔ تو کہتی ہیں تھوڑی سی لپ سٹک، تھوڑا سا سنگھار و نکھار، ٹھیک تو ہو جاؤں باہر نکلنا ہے کیا لوگ دیکھیں گے کیا سمجھیں گے۔ تو یہ عورت کی فطرت ہے اسی لئے قرآن کریم دیکھیں کتنا پاک الٰہی کلام ہے۔ فطرت کی گہرائیوں تک اترتا ہے۔ ایک طرف فرما رہا ہے کہ جب تم بڑی عمر کی ہو جاؤ تمہیں ضرورت محسوس نہ ہو لوگ بھی سمجھیں کہ تم نکاح کی عمر سے آگے تجاوز کر گئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مگر فرمایا ہم جانتے ہیں تمہیں بننے سجنے کی عادت ضرور ہے اور یہ تمہاری فطرت میں داخل ہے اس لئے جب نکلو گی تو جاہلانہ طریق پر سنگھار بالکل نہیں کرنے۔

اب وہ نسبتاً ماڈرن احمدی عورتیں جو سمجھتی ہیں کہ ان کی عزت ماڈرن ہونے میں ہے، ان کو میں نے احمدیت کے قافلے کے سر پر نہیں رکھا کیونکہ میرے نزدیک وہ ماڈرن نہیں وہ بیک ورڈ (Back ward) ہیں ان کو سب سے آخر پر کھڑا کیا ہے، جو پیچھے چل رہی ہیں اور ان کے حلیے اور ہیں۔ وہ اپنی عزتیں اس بات میں محسوس کرتی ہیں کہ ہم پردہ چھوڑ دیں یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے لیکن پھر سنگھار پٹار کیوں کرتی ہیں۔ جب نکلتی ہیں تو سادہ چہروں کے ساتھ کیوں نہیں نکلتیں۔ جب نکلتی ہیں تو سادہ لباس پہن کر کیوں نہیں نکلتیں۔ اگر ایک چیز سے فائدہ اٹھانا ہے تو یاد رکھیں دو کشتیوں میں بیک وقت پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ سنگھار کرنا ہے تو کرو، شوق سے کرو لیکن گھر کے لئے کرو۔ اپنوں اور عزیزوں کے لئے کرو اور پھر پردہ کرو۔ اور اگر دوسرے پہلو سے فائدہ اٹھانا ہے تو پھر سنگھار گھر چھوڑ کے آؤ اور باہر نکلو۔

اب اس پہلو سے جو احمدی معاشرہ ڈیویلپ (Develop) ہونا چاہئے جس کو میں چاہتا ہوں کہ ہو۔ اگر ایسی عورتیں جنہوں نے نسبتاً بے احتیاطی کے پردے کرنے ہیں اس کو ہلکے طور پر استعمال کرنا ہے ان کا دستور عام عورتوں سے بالکل برعکس ہونا چاہئے۔ کوئی ان کو کہے چلو جی چلیں۔ کہیں ٹھہرو میں ذرا لپ سٹک صاف کر لوں، غازہ صاف کر لوں، میں تو بہت بنی ٹھنی ہوں، میں نے باہر جانا ہے غیر دیکھیں گے اس لئے میں ذرا مناسب ہو جاؤں۔ بالکل اس رجحان کے برعکس رجحان ہے جو آپ کو ساری دنیا کی عورتوں میں یکساں دکھائی دیتا ہے۔ یہ جو فطرت کی بات قرآن کر رہا ہے یہ ہر جگہ برابر ہے۔ اس میں اسلام، غیر اسلام کا کوئی فرق نہیں۔ تمام دنیا کی عورتیں گھر میں جس طرح بھی ہوں، بعض گھر میں بھی اچھے سلیقے سے رہتی ہیں مگر بعض ذرا گھر میں آتے ہی ڈھیلی پڑ جاتی ہیں، کوئی پرواہ نہیں جھاٹا پھولا ہوا ہو یا اور کچھ صبح کے جو نیند کے آثار ہیں وہ چہرے پہ اس طرح داغ ڈالے ہوئے ہوں کوئی پرواہ نہیں، لیکن باہر جانا ہو تو اچھا ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ یہ فطرت ہے، عام عالمی رجحان ہے عورت کا۔

تبھی قرآن کریم نے اس مضمون کو یہاں بیان فرمایا ہے کہ بوڑھی ہو جاؤ تو دل یہی چاہے گا کہ سنگھار پٹار کر کے نکلوں۔ ہم نے جب تمہیں اجازت دی ہے کہ نسبتاً کھلے ماحول میں باہر آ جاؤ تو پھر سنگھار کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ تمہاری فطرت کے مطابق ہو، اسلامی مزاج کے خلاف بات بن جاتی ہے۔ تو پھر احمدی معاشرہ یوں ہونا چاہئے کہ جو عورتیں کام پر جاتی ہیں، جنہوں نے پیشے اختیار کرنے ہیں، مختلف قسم کے عزت والے پیشے یعنی ڈاکٹرز ہیں یا دکانوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ مغربی معاشرے میں تو خصوصیت سے عورتوں کو بہت کام کرنے پڑتے ہیں جو باہر کے کام ہیں مگر عام طور پر مشرقی معاشرے میں عورتوں کے کام زیادہ تر گھر سے وابستہ رہتے ہیں لیکن مشرق بھی اب ایک مشرق تو نہیں رہا، مشارق ہیں، کئی مشرقیں ہیں، کئی مختلف رجحان ہیں۔ مشرق بعید میں اور رجحان ہے وہاں عورتیں برابر اقتصادیات میں حصہ لیتی ہیں۔ افریقہ میں اور رجحان ہے وہاں مردوں سے زیادہ بعض جگہ عورتیں اقتصادیات میں حصہ لیتی ہیں۔ بچے پیدا کرتی ہیں، ان کو اٹھایا ہوا پیٹھ کے اوپر ایک سامنے جھولی میں ڈالا ہوا پھر ہل بھی چلا رہی ہیں، پھر فصلیں بھی کاٹ رہی ہیں پھر مارکیٹ پر جا کر دکانیں بھی لگا رہی ہیں۔ اب ایسی عورتوں کو آپ یہ کہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ تم کس کے برقع سامنے رکھو اور کالی عینکیں پہن کے باہر نکلو اور ہاتھ بھی نظر نہ آئیں تو اس غریب قوم کو بھوکا مارنے والی بات ہے۔ کہاں یہ اسلام کہتا ہے۔

اسلام جو کچھ بھی کہتا ہے یاد رکھیں آپ کی عزت اور حفاظت کے قیام کی خاطر کہتا ہے کسی بنیادی انسانی حق سے محروم کرنے کے لئے نہیں کہتا۔ پس پردہ جس معاشرے میں بھی ہو وہاں کسی صورت میں بھی عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ اس کے اس بنیادی حق کو قائم کرتا ہے کہ چونکہ وہ نسبتاً زیادہ لطیف چیز ہے خدا تعالیٰ نے اس کو ایک نمایاں حسن عطا کیا ہے وہ حسین ہو یا نہ ہو اس کی نسوانیت میں ایک حسن ہے جس کی طرف نظریں جذب کے ساتھ اٹھتی ہیں اس لئے اس کی حفاظت کی خاطر پردہ ہے نہ کہ اس کو محروم کرنے کے لئے۔ اگر پردہ محروم کرتا ہے تو گندے مردوں کو محروم کرتا ہے۔ ان مردوں پر قدغن ہے جن کا دل یہی چاہتا ہے کہ پردہ اٹھ جائے اور پھر وہ مزے کرتے پھریں جس طرح بھی چاہیں تو یہ بالکل غلط مفہوم ہے جو پردے کا دنیا میں سمجھا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورت پہ پابندی لگا دی ہے۔

اسلام نے مرد پر پابندی لگائی ہے کہ تم لوگوں پر ہمیں اعتبار کوئی نہیں۔ جس طرح عورت کی فطرت ہے سنگھار کرے تمہاری فطرت ہے کہ دوسروں کے سنگھار سے ناجائز فائدے اٹھاؤ اور جگہ جگہ اپنی نظروں کو ناحق سیراب کرتے پھرو، اس کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ مرد اپنی فطرت سے مجبور ہے اور اس کی نظریں زیادہ بہکتی ہیں عورت کے مقابل پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو ان مواقع سے ہی محروم کر دیا کہ اب عورتیں بن سنور کر پبلک میں نہیں آئیں گی تاکہ جو کچھ بھی تمہیں خدا نے جائز ضروریات عطا کی ہیں ان کو جائز ذریعے سے پورا کرو اور اپنے گھر میں پاک ستھرے ماحول میں تسکین قلب کے سامان کرو۔ اس لئے اسلامی معاشرے کی اس روح کو آپ کے لئے سمجھنا بہت ضروری ہے ورنہ حقیقت میں آپ پردے کا حق ادا نہیں کر سکتیں، نہ اس کی روح کو سمجھ سکتی ہیں۔

پس کسی کام سے محرومی کے لئے، کسی حق سے محرومی کے لئے پردے کی تعلیم قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ ہر جگہ پردے کی تعلیم کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں، احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں عورت کو کبھی کسی پہلو سے اس کے جائز بنیادی حق سے اسلامی پردہ محروم نہیں کرتا۔ ہاں اس کی حفاظت کرتا ہے، اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اس کی تسکین کی حفاظت کرتا ہے، اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے، اس جنت کی حفاظت کرتا ہے جو عورت کے بغیر بنائی نہیں جا سکتی۔ عورت کو اس جنت سے نکال دیں تو آدم ویسے ہی پیچھے پیچھے نکل جائے گا اس بے چارے کا کیا رہ جاتا ہے۔ اس لئے عورت نے نکالا ہو یہ الگ مسئلہ ہے۔ مگر عورت کو اکیلا اللہ نکالتا تو وہ جنت ہی نہ رہتی، آدم نے جانا ہی جانا تھا وہاں سے۔ اس لئے فرمایا تم دونوں ہی چلے جاؤ کیونکہ اکٹھے رہے بغیر تمہارا گزارہ چل ہی نہیں سکتا۔ پس اس پہلو سے آپ ایسی جنت بنائیں جہاں آدم اور حوا دونوں اکٹھے اکٹھے پھریں۔ گھر میں بھی ساتھ رہیں گھر کے باہر بھی ساتھ رہیں۔ معاشرہ حسین ہو جائے اور عورت اپنے کسی جائز حق سے محروم نہ رہے۔

پس میں نے بتایا ہے کہ کام ہیں اب ان کام کرنے والی عورتوں کو جو افریقہ میں کام کرتی ہیں آپ دیکھیں ان میں کہیں اشارۃً بھی وہ سنگھار نہیں پایا جاتا جو بے وجہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان کی ساری شکل و صورت، ان کے کاموں کا انہماک طبیعت میں کوئی گندہ خیال پیدا کرتا ہی نہیں۔ حالانکہ ان میں ایسی بھی ہیں جو اپنے رواج کی وجہ سے، مسلمان صرف نہیں غیروں کی بات بھی میں کر رہا ہوں، اپنے رواج کی وجہ سے تقریباً نیم ننگی ہوتی ہیں۔

باقی صفحہ نمبر [illegible] پر ملاحظہ فرمائیں

میری بستی

(از مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

دُنیا میں بستیوں کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ آباد ہوتی ہیں اور پھر اُن میں سے کئی ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو جاتی ہیں جس طرح انسان پیدا ہوتا ہے۔ جوان ہوتا ہے اور پھر بوڑھاپے میں قدم رکھتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بستیوں کے بسنے پھلنے پھولنے اور پھر ان کے صفحۂ ہستی سے مٹنے کو عبرت کے طور پر بیان فرمایا ہے اور حکم ہے کہ دُنیا میں پھرو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان بستیوں کو مٹا ڈالا جن کے باسیوں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

آج بھی دُنیا میں ہزاروں شہر اور مقام ایسے ہیں جن کی تاریخ سینکڑوں برسوں پر محیط ہے۔ وہ کبھی چھوٹے سے گاؤں ہوتے تھے اور آج ان کا شمار دُنیا کے چند بڑے بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض دُنیا کے تجارتی مرکز ہیں تو کہیں سے دُنیا کی حکومتیں کنٹرول کی جاتی ہیں۔

دُنیا کے مشہور ترین شہروں میں بیشتر دریاؤں کے کنارے یا تجارتی شاہ راہوں کے سنگم پر واقع ہیں اور یہ محل وقوع ان کی ترقی اور خوشحالی کی وجہ بنے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی شہر ہیں جو جنگوں کے نتیجہ میں کھنڈرات کے ڈھیر بنا دیئے گئے جیسے ہیروشیما۔ ناگا ساکی اور برلن وغیرہ مگر یہ اب پہلے سے زیادہ خوبصورت۔ زیادہ بڑے اور جدید ترین ڈیزائن میں نئے سرے سے تعمیر کئے گئے۔ اور انسانوں کی بستی۔ ہولناکی کے ساتھ ساتھ اس کی عزمت کے مناروں کی طرح سربلند نظر آتے ہیں۔ پھر بعض بستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو نہ تو کسی تجارتی شاہراہ پر واقع ہوتی ہیں نہ ہی مشہور دریاؤں کے کنارے اور نہ ہی کسی مخصوص صنعت کی وجہ سے ان کا شہرہ ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کو چن لیتا ہے اور شاید اس کے انتخاب کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسی بستی جس کی بظاہر ترقی اور دُنیا میں شہرت ملنے کے دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آتا وہاں وہ اپنے ایک بندہ کو کھڑا کر دیتا ہے اور اس شخص کے ذریعہ سے اعلان کرواتا ہے کہ یہ گمنام بستی مرجع خلق ہو جائے گی اور دُنیا کے نقشہ پر اُبھرے گی اور ایک ناممکن بات ممکن میں ڈھل جاتی ہے۔

چلیں آپ کو ایک ایسی ہی بستی کی سیر کروائیں۔ یہ بستی مغل بادشاہ بابر کے عہد میں صفحۂ ہستی پر اُبھری۔ پھلی پھولی اور پھر سکھوں کے دور میں تاراج کی گئی مساجد اور عمدہ عمدہ حویلیاں مسمار کر دی گئیں۔ مال متاع لوٹ لیا گیا۔ باغات اُجاڑ دیئے گئے۔ اور یہاں کے امراء کو چھکڑوں پر بٹھا کر بستی سے نکال دیا گیا اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ جو مساجد گردواروں میں تبدیل کر دی گئیں ان میں سے ایک آج بھی موجود ہے۔

آج سے تقریباً ایک سو پچیس سال قبل اس کی کل آبادی ایک فصیل جس کا طول و عرض گیارہ سو فٹ × نو سو فٹ تھی اور اس کی چوڑائی اور اونچائی تقریباً بائیس فٹ تھی کے اندر محدود تھی۔ فصیل کے اندر چاروں طرف ۲۰ فٹ چوڑی سڑک جو مرور زمانہ سے گھٹ کر دس بارہ فٹ رہ گئی تھی۔ فصیل میں چار دروازے تھے جن کے نشان اب مٹ چکے تھے۔ فصیل کے باہر ببول کے درختوں کا گھنا جنگل تھا جہاں دن کے وقت بھی جاتے ڈر لگتا۔ فصیل کے باہر خندق تھی۔ لیکن چونکہ بستی نشیب میں واقع تھی اس لئے ارد گرد کے علاقہ کا بارشوں کا پانی بستی کا رُخ کرتا جس کی وجہ سے یہ خندق اب مستقل ڈھاب کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ بستی کے بیشتر مکانات کچے تھے۔ جدھر نظر اُٹھاؤ ویرانہ اور کھنڈر نظر آتے۔ گھر مقفل اور بے چراغ۔ کل گاؤں کا رقبہ بائیس ایکڑ ہوگا جس میں سے تین چوتھائی غیر آباد تھا اور کل نفوس کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہ ہو گی۔ اس بستی میں دو بازار تھے ایک بڑا بازار کہلاتا اور دوسرا چھوٹا بازار مگر دونوں سُنسان۔ دوکاندار بھی شاید گھروں کی وحشت سے گھبرا کر وقت کاٹنے کیلئے دوکانوں پر آ بیٹھتے۔ کوئی ہنر اور پیشہ نہ تھا۔ بس تین دوکانیں تھیں جو اس بستی کی زینت کہلاتیں۔ ایک بزاز دوسرا عطار اور تیسرا حلوائی۔ ان میں سے ایک مسلمان اور دو ہندو تھے۔ حلوائی دن بھر میں چار آنے کا دودھ لیکر بیٹھتا۔ صبح سے شام تک جو بک سکتا باقی کا کھویا تیار کر لیتا۔ وہ بھی نہ بک سکتا تو رات کو بھلے پکوڑیا بنا لیں وہ بھی بچ رہیں تو گھر لے گئے۔ معمولی سی معمولی اشیاء کیلئے بٹالہ یا امرتسر جانا پڑتا۔ زمیندار بیج وغیرہ سروں پر اُٹھائے بٹالہ سے لاتے تھے۔ گوشت کا استعمال نہ ہونے کے برابر تھا۔ تیسرے چوتھے روز ایک بکرا ذبح ہوتا جو تمام بک نہ سکتا تو لوگوں کو اُدھار پر دیدیا جاتا۔ بے کاری عام تھی۔ اور اکثر لوگ کام کی تلاش میں بستی سے نکل گئے تھے۔ صفائی کا یہ حال تھا کہ کوڑے اور نجاست کے ڈھیر ہر طرف نظر آتے جن کی سنڈاس سے ناک نہ دی جاتی۔ گلی کوچے تنگ اور اندھیرے جن میں گندہ پانی اور مویشیوں کے بول براز ایسا تعفن پیدا کرتے کہ دماغ سڑ جاتا اور ان سے کپڑے بچا کر نکل جانا معجزہ سے کم نہ ہوتا۔ گیدڑ۔ لومڑ اور بڑے بڑے جنگلی بلے سر شام سے بستی کا رُخ کرتے۔ بھیڑ بکریوں تک کو اُٹھا کر لے جاتے۔ اس بستی میں باہر سے کسی کا آنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ ایک یکے کی سواری کہنے کو تو چلتی تھی اور یوں تو سواری کہلاتی تھی مگر سڑک کی حالت زار اور اس پر پانی کی موجودگی کی وجہ سے بیشتر لوگ پا پیادہ ہی چلنے پر مجبور ہوتے اور اگر جو تھوڑا بہت سواری کا وقت مل بھی جاتا تو یکے کے جھٹکوں اور دھکوں سے ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔ پیٹ میں درد اُٹھنے لگتا جس طرح کسی نے اوکھلی میں دیکر چھنک دیا ہو۔ بعض دفعہ خاص طور پر برسات کے موسم میں بٹالہ سے بارہ میل کا یہ فاصلہ طے کرنے میں سارا دن غارت ہو جاتا۔ بستی میں مشکل سے دو فیصد لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہاں نہ ڈاک خانہ تھا نہ پریس۔ نہ بے تار برقی کا نظام نہ بجلی۔

یہ ۱۸۸۹ء کا زمانہ تھا۔

پھر یہاں سے ایک آواز بلند ہوئی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اصلاح کیلئے مامور کیا ہے اور یہ بستی جس کو ارد گرد کے لوگ بھی نہیں جانتے یہ اکناف عالم میں مشہور ہو گی۔ یہ مرجع خلق ہو گی اور اس کی آواز دُنیا کے کونے کونے میں سُنی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بشارت دی "تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہو گی۔ اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دونگا۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائیگی۔ اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائیگی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کریگا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کریگا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔ تیری ذریت منقطع نہ ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ میں تجھے اُٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا........ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

کتنا پُر شوکت اور پُر ہیبت کلام ہے اگر ظاہری آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ ایک مجنوں کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی مگر ایسے لوگوں کو لوگ ہمیشہ مجنون ہی کہتے آئے ہیں کیونکہ وہ ایسی بات منہ سے نکال رہے ہوتے ہیں جو ظاہری حالات میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتی ہے اور یہ بات ہی انکی سچائی کی دلیل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ناموافق حالات اور سخت سے سخت مخالفت کے باوجود لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اُن کے آستانہ پر لے آتا ہے اور اس بستی کی طرف آنے والی سڑکوں پر لوگوں کے ہجوم سے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ مخالف وہیں کہ ریلوے اسٹیشنوں سڑکوں پر ناکے لگائے کھڑے رہتے ہیں اور لوگوں کو وہاں جانے سے روکتے ہیں کہ تم کیوں اپنا وقت اور پیسہ ضائع کر رہے ہو یہ شخص تو جھوٹا ہے مکار ہے۔ فریبی ہے مگر لوگ ہیں کہ دیوانہ وار بھاگے چلے آرہے ہیں۔ آج وہ وقت ہے کہ صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سُنا ہے کہ اس بستی میں جہاں چار آنے کا دودھ دن بھر نہ بک سکتا تھا وہاں زائرین نے ایک سے دو کروڑ کی خرید و فروخت کی۔ اللہ اللہ کہاں وہ وقت تھا اور کہاں یہ وقت۔ جس آواز کی اشاعت کیلئے کتابت امرتسر سے کروانی پڑتی تھی آج وہی آواز دُنیا بھر میں ٹیلی ویژن پر براڈ کاسٹ ہو رہی ہے۔ آج اگر کوئی سائبریا سے صرف "دار" اور "قادیان" کا لفظ ہی لکھ کر خط پوسٹ کر دے تو وہ پہنچ جائیگا۔

اس بستی اور اس ہستی کے عاشق ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنی سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر رکھیں اور جان کی بازی لگا رکھی۔ پھر ایک اور آندھی آئی اور برصغیر تقسیم ہو گیا۔ لاکھوں جانیں اور ہزاروں عصمتیں لٹیں۔ ایک ہنستا بستا شہر پھر سے اپنے باسیوں کو ترسنے لگا۔ مگر "دار" کے علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور آج بھی منارہ دور دور تک اپنی روشنی پھیلا کر گواہی دے رہا ہے کہ میں زندہ ہوں۔ میرا پیغام زندہ ہے۔ نہ آدمیوں کی کوئی حقیقت ہوتی ہے اور نہ ہی بستیوں کی۔ زندہ رہنے والی چیز پیغام ہوتا ہے اور وہ آج پہلے سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے۔ جس خدا نے ہجرت کے داغ کی اطلاع دی تھی اُس نے یہ بھی وعدہ کیا تھا

(باقی ملاحظہ فرمائیں صـ۱۴ پر)

بقیہ:- حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی مختصر رپورٹ

اس سوال کے جواب میں حضور نے تفصیل سے بتایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون گنہگار ہے اور کون نہیں۔ اگرچہ قرآن کریم ان لوگوں کا شدید ناپسندیدگی کے رنگ میں ذکر فرماتا ہے جو ان وجودوں کو رد کر دیتے ہیں جو خدا کی طرف سے خدا کے نام پر آتے ہیں لیکن خدا ہی جانتا ہے کہ وہ لوگ کیوں سچائی کو پوری طرح دیکھ نہیں سکتے اور کیوں انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس لئے صرف وہی اس بات کے فیصلے کا حق رکھتا ہے کہ کون گنہگار ہے اور کس حد تک۔ حضور نے بتایا کہ قرآن کریم ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ اگر کوئی خدا کے متعلق اس تصور پر جس کو وہ دل کی سچائی سے درست تسلیم کرتا ہے پوری طرح ایمان رکھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے مطابق ہی اس سے سلوک فرمائے گا۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے براہ راست جو جماعت تیار کی تھی جو ناضرینز یا ایبونائیٹس کہلاتے ہیں وہ توحید پر قائم جماعت تھی اور راستباز جیمز ان کی عدم موجودگی میں ارض فلسطین میں ان کے نمائندہ تھے۔ ان کے متعلق تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ تورات پر ایمان رکھتے تھے اور تثلیث و کفارہ وغیرہ پولوسی عقائد کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

☆ ایک سوال جزا سزا کے متعلق بھی ہوا کہ یہ کب ہوگی؟ کیا صرف مرنے کے بعد حساب کتاب ہوگا؟ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے تفصیلی جواب میں فرمایا کہ اسلام اور عیسائیت اس بات پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد بھی حساب کتاب ہوگا لیکن عملوں کی پاداش کا ایک سلسلہ اس دنیا میں بھی جاری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ عمداً خدا کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور تکذیب سے کام لیتے ہیں انہیں بعض اوقات اس دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور وہ خدا کے عذاب کا مورد بنتے ہیں لیکن آخری حساب کتاب مرنے کے بعد ہی ہوگا۔

☆ سات آسمانوں کے پیدا کرنے سے متعلق قرآن کریم کے بیان سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے بتایا کہ قرآن کریم جب مثلاً زمین کے چھ دنوں میں پیدا کرنے اور ساتویں دن عرش پر متمکن ہونے کا ذکر فرماتا ہے یا سات آسمانوں کا ذکر فرماتا ہے تو وہ خود ہی ان اعداد کے متعلق ضروری تفصیلات بھی نہایت ہی پر حکمت اور لطیف اشاروں کے ذریعہ کھول دیتا ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات کے مختلف مضامین پر روشنی ڈالی۔

☆ ایک سوال کے جواب میں کہ کیا بانی سلسلہ احمدیہ آخری مسیح ہیں یا اور بھی مسیح آسکتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح اور بھی آسکتے ہیں۔ مسیح ہونا ایک ٹائٹل یا لقب ہے اور اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب لوگ شریعت کے لفظوں کے ظاہر پر زور دیتے ہیں اور اس کی روح کو بھول جاتے ہیں۔ پہلے مسیح کا ظہور بھی اس وقت ہوا جب یہود ظاہر پرست ہو چکے تھے اس وقت حضرت مسیح ناصری ؑ نے آکر شریعت کی روح کو ان میں قائم کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح اس دور میں مسلمانوں نے بھی لفظوں پر اکتفا کیا اور روح قرآن مجید کو بھلا بیٹھے تو خدا تعالیٰ نے مسیح کو بھیجا۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ کہ تمام مذاہب بنیادی طور پر خدا کی طرف سے تھے اور تمام مذاہب ایک ہی پیغام رکھتے تھے لیکن تفصیلات میں فرق تھا اور یہ تفصیلات کا فرق زمانہ اور لوگوں کے بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے ہے۔ اس ضمن میں حضور نے تورات، انجیل اور قرآن کریم کی تعلیم کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید کی تعلیم نہایت متوازن اور مکمل ہے اور اس میں کسی مزید بہتری یا تبدیلی کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق تعلیم ہے۔ یہ دلچسپ مجلس سوال و جواب قریباً ۸ بجے تک جاری رہی۔

واقفین نو بچے، بچیوں سے ملاقات

۱۸ مئی کی شام بیت الرشید ہیمبرگ میں قریباً ساڑھے آٹھ بجے حضور ایدہ اللہ نے واقفین نو بچے، بچیوں کی ایک کلاس لی۔ جماعت ہیمبرگ کی طرف سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ جس طرح حضور انور ایدہ اللہ لندن میں ایم ٹی اے پر بچوں کی کلاس لیتے ہیں یہاں کے بچوں کی بھی ایک ایسی کلاس لے کر برکت بخشیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان کی درخواست کو قبول فرمایا۔ اس کلاس میں چند بچوں نے بعض نظمیں، قصیدہ اور اذان سنائی.. جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ اکثر بچوں کو ان نظموں کا مفہوم نہیں آتا۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر عزیزہ عطیہ بنت مکرم محمد جلال شمس صاحب نے ان کا جرمن ترجمہ کر کے بتایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اذان کے بعد کی دعا کس کو آتی ہے تو سوائے ایک آدھ کے کسی کو بھی یہ دعا یاد نہیں تھی۔ اور اس کا ترجمہ بھی کسی کو نہیں آتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح سمجھا کر اذان کے بعد کی دعا اور اس کا ترجمہ سکھایا اور تاکید فرمائی کہ آپ نظمیں یا دعائیں جو کچھ بھی یاد کریں اس کا ترجمہ و مفہوم کو بھی اچھی طرح یاد کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں جن کی نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آیتیں جو میں نے چنی ہیں کسی مقصد کے لئے چنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا۔ اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنیادی چیزیں جو بچوں کو آنی چاہئیں ان کی طرف دھیان دیں۔ حضور نے تاکیداً ہدایت فرمائی کہ جو سورت تلاوت کریں اس کا ترجمہ ضرور آنا چاہئے۔ ترجمہ کو غور سے پڑھیں اور یاد کریں اور اتنا یاد کریں کہ ادھر تلاوت ہو رہی ہو اور ادھر آپ کے دل میں اس کا مضمون اتر رہا ہو حتیٰ کہ آپ کا دل قرآن کی عظمت سے بھر جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگلی دفعہ اس شرط کے ساتھ آپ کی کلاس ہوگی کہ آپ خوب تیاری کریں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض بچوں کو بلا کر ان سے ان کے والد اور دادا کا نام پوچھا۔ بعض کو اپنے دادا کا نام تک نہیں آتا تھا اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ ان کے خاندان میں احمدیت کب آئی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر فرمایا کہ آپ کو اپنے دادا کے نام کا بھی صحیح نہیں پتہ۔ اگر پتہ ہے تو ان کی احمدیت کا کچھ پتہ نہیں۔ اب تم لوگ کیا یادیں لے کر آگے بڑھو گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں کئی سال سے جماعت کو نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں اور اپنے خاندانوں کی تاریخ، احمدیت سے شروع کریں۔ وہ کب احمدی ہوئے پھر انہوں نے کیا کیا قربانیاں کیں، کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں، پھر اللہ نے ان پر کیا فضل فرمائے۔ یہ ساری سچی کہانیاں ہیں اور بڑی دلچسپ اور دردناک بھی ہیں۔ یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے۔ اگلی نسلوں کو پتہ ہی کوئی نہیں ہوگا کہ کن کی نسلیں ہیں، کہاں کہاں سے آئے ہیں، ان کی کیا نیک روایات ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اپنے نسب نامے یاد رکھتے تھے اپنے اچھے پاک ماں باپ کی باتیں یاد رکھنا اور ان کے ساتھ اپنے رشتے ملانا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ لوگ ان کی باتیں یاد رکھیں گے تو زندہ رہیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی کے وفادار خادم ایاز کی کہانی سنا کر بتایا کہ وہ کس طرح بادشاہ کا مقرب ہونے کے باوجود اپنے ماضی کو یاد رکھتا تھا اور نصیحت فرمائی کہ خدا کا خوف کریں اور آپ نے احمدیت کا جو فیض پایا ہے، جن سے پایا ہے ان کی یادوں کو زندہ رکھیں۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کیا تھے اور خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔

بقیہ صفحہ ۔۔ آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

جو مشرکہ عورتیں ہیں ان کا لباس وہاں تقریباً ننگا ہے لیکن جب وہ کاموں میں مصروف ہوں تو انسانی ذہن کو بھٹکنے کا کوئی موقع ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان کا انہماک، ان کی توجہ تمام تر زندگی کے لئے قوت یعنی زندگی کے لئے ضرورت کمانے پر مبذول رہتی ہے اور ان کی توجہ اس سے ہٹتی ہی نہیں ہے اور لوگوں کی توجہ بھی اس طرف سے نہیں ہٹتی پھر۔ اب ان عورتوں کو آپ اور قسم کا برقع، اور قسم کا پردہ پہنا دیں تو وہ سارے معاشرے میں رخنہ ڈال دے گا اور وہ لوگ اور ان کے بچے بھوکے مرنے لگیں گے۔

ہر صورت حال کو اس کے ماحول کے مطابق جانچنا چاہئے اور اس ماحول سے الگ کر کے اس کے نتیجے نکالنا غلطی ہے اور بے وقوفی ہے۔ ابھی پیچھے چند ہفتے پہلے یا چند مہینے پہلے بڑا شور تھا یورپ میں اس بات میں کہ ہندوستان میں اور پاکستان میں چھوٹے بچوں پر ظلم کیا جاتا ہے، ان سے Labour لی جاتی ہے۔ اس لئے ان کی تجارتوں کا بائیکاٹ کر دو۔ ہندوستان پر تو اتنا زور نہیں تھا، پاکستان پر زیادہ نزلہ ٹوٹ رہا تھا اور واقعۃً پاکستان کی ایکسپورٹ کو اس سے گہرا نقصان پہنچا کیونکہ وجہ یہ ہوئی تھی، یہ بات نہیں تھی کہ ان کے علم میں پہلے یہ نہیں آیا تھا، وجہ یہ ہوئی تھی کہ ایک عیسائی بچے نے یہ خبر دی تھی کسی عالمی ادارے کو کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض ظالموں نے اسے قتل کر دیا۔ تو ردعمل اس بات کا تھا نہ کہ بچوں کی ہمدردی۔ ورنہ یہ ساری باتیں کھلی کھلی ہیں، سب کو علم ہے کیا ہو رہا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں جس کی میں بات کر رہا ہوں، ان اقتصادی حالات میں جو ہندوستان اور پاکستان اور بنگلہ دیش اور دوسرے غریب ممالک میں پائے جاتے ہیں اگر بچوں کو کام کی اجازت نہ ہو تو اس کا متبادل یہ نہیں ہے کہ گھر بیٹھ کے آرام سے روٹی کھائیں۔ اس کا متبادل یہ ہوگا کہ گھر بیٹھے سارے بھوکے مر جائیں۔ ان کے اقتصادی حالات ایسے خراب ہیں بعض ملکوں کے کہ ایک کمانے والا شخص اپنے سارے خاندان کو پال سکتا ہی نہیں اور اوپر سے مصیبت یہ ہے کہ غربت میں نشوونما کی طاقت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جہاں غربت زیادہ ہو وہاں بچے بھی زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اب وہ غریبوں کے بچے کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں ان کو سنبھالے کون، ان کو کھلائے کون۔ ایک عمر تک پہنچ کر جہاں وہ کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ان کا مفاد اس میں ہے کہ ان کو کام مہیا کیا جائے اور صرف یہ دیکھا جائے کہ غیر ضروری سختی نہ ہو، ان کی عمر کا خیال رکھا جائے۔ اول تو بچپن ہی سے سختیاں دیکھتے دیکھتے غربت ہی ان کو سخت جان بنا دیتی ہے اور ان کی ہڈیاں عام بچوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے آرام اور تکلیف کے معیار ہی عام بچوں سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ وہ Hardend بچے جو زندگی کی تلخیوں میں سے گزر کر ایک نیا سخت وجود آپ کو دکھاتے ہیں ان بچوں پر یہ رحم نہیں ہے کہ ان کے کام کے مواقع ان سے چھین لئے جائیں۔ ایسے بچے پھر جرائم پیشہ ہو جائیں گے۔ ایسے بچے سوسائٹی کو شدید نقصان پہنچائیں گے۔ یہ چیزیں یہ دیکھتے نہیں ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں یورپ میں بیٹھے ہم جیسا اپنے بچوں کے فیصلے ہیں ویسے ہی وہیں نافذ کر سکتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں کہ انگلستان خود اور یورپ کے دوسرے ممالک ایک ایسے تاریخی دور سے گزر چکے ہیں جہاں بچوں سے کام لینا ایک دور میں ضروری تھا اور جتنی سختی یہ سمجھتے ہیں پاکستان اور ہندوستان میں ہو رہی ہے اس سے دس گنا زیادہ سختی یہ مظلوم بچوں پر یہاں کیا کرتے تھے۔ ایک اقتصادی دور ہے یہ اس سے آگے نکل چکے ہیں۔ بعض غریب ممالک ابھی وہاں تک پہنچے نہیں ہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ ایک سن میں، ایک صدی میں ساری قومیں یکساں برابر چل رہی ہیں یہ بالکل جھوٹا اور بے معنی خیال ہے۔ ایک ہی صدی میں ہزار سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں وہ اسی طرح ہزار سال پہلے کا سفر کر رہے ہیں۔ ایک ہی صدی میں سو سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں، دو سو سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں تو ان پر ان کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا، حالات کے مطابق احکامات جاری کرنے ہونگے۔ پردے کا بھی اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ جن سوسائٹیوں میں عورتوں نے کام کرنا ہے، ان میں مختلف قسم کے معزز پیشے اختیار کرنے ہیں، ان کو اس قسم کا برقع پہننے پر نہ مجبور کیا جا سکتا ہے نہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسا پردہ کریں۔ ان کے لئے یہ پردہ ضروری ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔ باہر نکلیں تو اپنی زینت کو چھپائیں، نہ کہ اس کو ظاہر کریں۔ اپنی خوبصورتی کو دبائیں، نہ کہ ابھاریں تاکہ غیر نظریں بے وجہ ان پر نہ پڑیں اور غلط پیغام قبول نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پردے کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ پس ایک تو "والقواعد من النساء" والی آیت ہے سورہ النور کی، وہ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال رہی ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بدر میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مجالس انصار اللہ بھارت توجہ فرمائیں

جیساکہ آپ کو علم ہے ۲۶ر اپریل سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خود اور اپنی نئی نسل کو دیگر مخرب الاخلاق ٹیلی ویژن پروگراموں سے ہٹا کر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے دینی اور اخلاقی پروگراموں کی طرف متوجہ کریں۔

لہذا مجالس انصار اللہ بھارت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں کہ احباب جماعت سیدنا حضرت امیر المومنین کے خطبات جمعہ، درس القرآن اور دیگر پروگراموں سے استفادہ کریں۔ اسی طرح اس طرف بھی توجہ فرمائیں کہ گھروں میں احباب دیگر مخش فلموں وغیرہ سے اجتناب کر کے خالص دینی پروگرام دیکھیں۔

۲۔ ہر ماہ تربیتی اجلاس میں اور مساجد میں وقتاً فوقتاً اس امر کا اعلان کرتے رہیں۔

نوٹ: (۱) خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق چھ بجے شام نشر ہوتا ہے۔

(۲) درس القرآن ہر پیر اور منگل کو پونے سات بجے شام ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔

(قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت)

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل افراد کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔

۱۔ مکرم محمد شفیع صاحب سابق صدر جماعت چارکوٹ۔
۲۔ طالب حسین صاحب پٹواری آف بڈھانوں۔
۳۔ پروین اختر صاحبہ بنت مکرم طالب حسین صاحب بڈھانوں
۴۔ محمد یونس ولد مکرم محمد زمان صاحب آف رتھال راجوری۔
۵۔ خواجہ عبداللہ ولد فضل حسین صاحب آف لوئر کوٹ۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

اعلان معافی

احباب کرام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم عبد الحکیم صاحب آف الیپی کیرلہ کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ناظمین و زعماء کرام انصار اللہ توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ کے لئے ۱۶ر ۱۷ر ۱۸ر اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز بدھ جمعرات کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔

امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ کے لئے آپ اپنی مجلس عاملہ میں منظور کر کے مشورہ جات ارسال فرمائیں ایسے مشورے ۱۵ر ستمبر تک مرکز میں موصول ہو جانے چاہئیں۔ تاکہ اس کے مطابق شوریٰ کا ایجنڈا ترتیب دیا جاسکے۔

امید ہے آپ اس تعلق میں کاروائی فرما کر مرکز کو مطلع فرمائیں گے۔ کوشش کریں کہ اس سال زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار سالانہ اجتماع میں شمولیت فرمائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت)

درخواست دعا

۱۔ مکرم برادرم سیٹھ عبد الصمد صاحب آف یادگیر چند دن سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں تمام ٹیسٹ کر لئے گئے ہیں اب آخری ٹیسٹ ہونا ہے جو تکلیف دہ ہے موصوف ہسپتال میں زیر علاج ہیں کچھ افاقہ ہوا تھا مگر پھر دوبارہ سینے میں درد شروع ہو گئی ہے۔ کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(سیٹھ منصور احمد احمدی یادگیر)

۲۔ خاکسار کے ماموں مکرم بشیر احمد ضیاء بٹ صاحب (آخن) کا جرمن میں دل کا بائی پاس اپریشن ہوا ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

(مبارک اسماعیل بٹ سوئٹزرلینڈ)

۳۔ میرے بیٹے عزیز عبد النور آفتاب سلمہ نے میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حال ہی میں اپنا ذاتی نرسنگ ہوم کھولا ہے عزیز کی صحت و تندرستی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے

(صدیقہ آفتاب حیدر آباد)

۴۔ مکرمہ عطیۃ الوہاب بنت محترم محمد عطاء اللہ صاحب نے امسال میٹرک کے امتحان میں درجہ اول سے کامیابی حاصل کی ہے عزیزہ کے والد ۵۰ روپے ادا کرتے ہوئے مزید کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اعلانات نکاح و تقاریب شادی

۱۔ ۱۲ر دسمبر ۹۵ء کو مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ کا نکاح مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ بنت مکرم گلزار احمد صاحب آف چارکوٹ کے ساتھ مکرم محمد شفیع صاحب نے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اگلے روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

۲۔ میری بیٹی عزیزہ ناصرہ بیگم کا نکاح مکرم اسحاق احمد صاحب ولد مکرم محمد رفیع الدین صاحب ظہیر آباد کے ساتھ مبلغ ۱۱۵۱/- روپے حق مہر پر ۲ر مارچ ۹۶ء کو مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے پڑھا۔ (اقبال احمد سیکرٹری مال ظہیر آباد)

۳۔ میری پوتی عزیزہ طلعت فرح بنت مکرم محمد حمید اللہ سلمہ کی تقریب رخصتانہ ۶ر اپریل کو ندیم احمد خان صاحب ولد مکرم بشیر احمد خان صاحب مقیم ٹورنٹو کینیڈا کے ساتھ شکاگو میں عمل میں آئی۔ (محمد عبد اللہ بی۔ ایس۔ سی۔ حیدر آباد)

۴۔ میری بیٹی نفیس سلطانہ کا نکاح جمیل احمد ولد مکرم عبد الصمد صاحب مرحوم ساکن یادگیر حال مقیم حیدر آباد کے ساتھ مبلغ ۱۷۰۰۰/- روپے حق مہر پر پڑھا گیا تقریب نکاح و رخصتانہ ۲۱ر اپریل کو حیدر آباد میں انجام پائی۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے (محمد مصلح الدین حیدر آباد آندھرا)

۵۔ ۲۱ر اپریل کو مکرم ایس۔ اے عبد السبحان صاحب مرحوم آف شیموگہ کی بیٹی امتہ المجیب صاحبہ کا رخصتانہ مکرم بشیر الدین ہریکر صاحب آف نیگوڈا سونت واڑی (مہاراشٹر) کے ساتھ اور امتہ المجیب کا رخصتانہ مکرم ضمیر احمد صاحب ہندرگ ابن مکرم محمود احمد صاحب ہندرگ حیدر آباد کے ساتھ بعد نماز مغرب عمل میں آئی۔ اعانت بدر ۱۰/- روپے

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ شیموگہ)

۶۔ ۵ر اپریل کو مکرم محمد سہیل احمد صاحب ابن مکرم محمد ریاض احمد صاحب آف خانپور ملکی کا نکاح مکرمہ کوثر ناہید صاحبہ بنت مکرم میر اقبال احمد صاحب آف خانپور ملکی مونگھیر کے ساتھ مبلغ گیارہ ہزار ایک صد گیارہ روپے -/۱۱۱۱۱ حق مہر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔

(مظفر احمد ناصر قادیان)

۷۔ ۱۵ر مئی کو خاکسار کی بیٹی قیصر جہاں بیگم کا نکاح ہمراہ سید رضوان احمد صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کے ساتھ ۲۵۵۱/- روپے حق مہر پر مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے بعد نماز عصر مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں پڑھا اسی طرح میرے بیٹے بشارت احمد کی تقریب شادی ۱۶ر مئی کو عمل میں آئی عزیز کا نکاح راشدہ بیگم بنت مکرم محمد عبد القیوم اکاؤنٹنٹ جلال کوچہ حیدر آباد کے ساتھ ۷۵۵۱/- روپے حق مہر پر مکرم مولوی سلطان احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ اعانت بدر ۵۰/- (سراج احمد چنتہ کنٹہ)

۸۔ ۱۶ر مئی کو ریحانہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد نصیر الدین صاحب ساکن وڈمان کا نکاح ہمراہ محمد ولی الدین صاحب ابن مکرم محمد نظام الدین صاحب ساکن چنتہ کنٹہ ۵۰۲۵/- روپے حق مہر پر مکرم مولوی شوکت انصاری صاحب مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ نے پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

۹۔ ۱۹ر مئی کو مکرم سلیم اختر ولد مکرم علیم الدین صاحب مرحوم آف دھنباد کا نکاح شمع پروین بنت شیخ احمد مرحوم آف بھاگلپور کے ساتھ مکرم شیخ احمد طاہر مبلغ جمشید پور نے پڑھا۔ اس کے ساتھ ہی تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ اعانت بدر ۵۰/- روپے۔

تمام رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

امریکہ کے مختلف مقامات میں تبلیغی مجالس کا انعقاد

گذشتہ چند ہفتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتہائے مغربی ساحل امریکہ اور آسٹن (ٹکساس) میں تین مقامات پر بین المذاہب سمپوزیم منعقد ہوئے شمالی کیلیفورنیا میں پیشوایان مذاہب کے اجلاس میں ۱۵۰ افراد شامل ہوئے جس میں ۵۷ غیراز جماعت تھے یہ تقریب ۱۰ مارچ کو ایک معمر افراد کے مرکز میں کرایہ پر لئے گئے ہال میں منعقد ہوئی۔ اسلام کے علاوہ بدھ، ہندو، سکھ، یہودی اور عیسائی مذاہب کے نمائندگان نے تقاریر پیش کیں۔ اسلام کی نمائندگی مکرم انعام الحق کوثر صاحب مشنری مغربی ساحل امریکہ نے کی۔ آپ نے نہایت عمدگی سے اسلام کی پیاری تعلیمات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ولولہ انگیز واقعات پیش فرمائے۔ بدھ مذہب کی نمائندگی یونیورسٹی آف کیلیفورنیا برکلے کے شعبہ مذہبیات کے پروفیسر نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کی تعلیمات کو سراہا اور جماعت کو دعوت دی کہ یونیورسٹی میں اسلام کا تعارف پیش کریں۔ تمام مہمانوں کو جماعتی لٹریچر دیا گیا۔ جلسہ بہت کامیاب رہا اور حاضرین جلسہ نے جماعت کو مبارکباد پیش کی۔

"مذہب اور موجودہ معاشرتی مسائل کا حل" کے عنوان پر لجنہ اماء اللہ لاس اینجلس شرقی نے ۹ مارچ کو مسجد بیت الحمید میں ایک سمپوزیم منعقد کیا جس میں مندرجہ ذیل عناوین پر چار احمدی اور چار غیراز جماعت خواتین نے تقاریر کیں۔

۱۔ سوسائٹی میں عورت کا کردار۔

۲۔ دہشت گردی۔ معاشرہ کا ایک غیرمذہبی سانحہ۔

۳۔ شراب اور منشیات کے صحت پر مہلک اثرات۔

۴۔ مذہب اور میاں بیوی کے تعلقات۔

جلسہ خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ ۱۵۰ شامل خواتین میں سے نصف غیراز جماعت تھیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ آسٹن نے یونیورسٹی آف ٹیکسس میں قائم احمدی انجمن طلبہ کے زیر اہتمام بڑے پیمانہ پر یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں ایک بین المذاہب سمپوزیم منعقد کیا۔ اس تقریب میں تمام بڑے مذاہب کے نمائندگان موجود تھے۔ ۱۸ اپریل کو شام ۷ تا ۱۰ بجے تک یہ تقریب جاری رہی اور ۲۰۵ طلبہ نے اس میں شمولیت کی۔ جلسہ کی صدارت محترم سید شمشاد احمد ناصر صاحب ریجنل مشنری نے فرمائی اور اسلام کی نمائندگی محترم انور محمود خان نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے کی۔ تقاریر کے بعد ۵۰ منٹ تک محفل سوال و جواب جاری رہی۔

موجود مسلم معاشرہ

سلمان رشدی پیدا کرنے کی فیکٹری؟

ماہنامہ صراط مستقیم کراچی دسمبر ۱۹۹۴ء، صفحہ ۳۸ کا ایک فکر انگیز نوٹ.

(دوست محمد شاہد)

"کئی نام نہاد اسلامی گروپوں نے جو عملی طور پر عام سیاست کے اتار چڑھاؤ اور پالیسیوں سے بالکل نابلد ہیں صرف اپنی سیاسی دکانداری چمکانے کے لئے امریکہ اور یورپ کی مخالفت کو اپنے ایمان کا حصہ بنا رکھا ہے اور عوامی جذبات کو ناہموار کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ میں تلوار کے ذریعہ اسلام کے جھنڈے گاڑنے کے ہوائی نعرے لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ موجودہ صورت حال میں جبکہ مغرب خود سکون کی تلاش میں ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو ان کے سامنے امن و سلامتی کے راستے کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ مغربی ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے انہیں بتایا جائے کہ اسلام اپنے آپ کو جبر کے ذریعے کسی معاشرے یا فرد پر مسلط نہیں کرتا بلکہ لوگوں کے ذہن و قلب کو متاثر کرتا ہے۔ اسلام کی اصل قوت ہتھیار نہیں بلکہ دلیل ہے ...... اسلامی تحریکوں کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ آخر مسلم معاشرے میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کیوں پیدا ہو رہے ہیں اور ایسے نظریات ذہنوں میں کیوں پرورش پا رہے ہیں ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ انہیں روکنے کے لئے دھمکی اور تشدد کا راستہ اپنانا ہے یا دلائل کے ذریعہ اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کی مہم چلانا چاہئے"۔

اہل حدیث "مجاہدوں" کا دینی اجتماع

یہی رسالہ ماہنامہ "صدائے ہوش" کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ:-

"گزشتہ دنوں مرکز الدعوۃ والارشاد کے زیر انتظام مرکز طیبہ مریدکے میں ساتواں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اپنے پیچھے خوش گوار یادوں کے ساتھ کچھ تلخ و ناخوشگوار یادیں بھی چھوڑ گیا۔ مریدکے والے اجتماع میں کچھ جدت تھی۔ کچھ انہوں نے انتظامی امور میں ظاہرداری، کچھ نظم و ضبط اور تلاشیوں کا سلسلہ کچھ افراد کلاشن کوفوں کے ساتھ پہرہ پر موجود۔ غرض اس نئی تکنیک نے لوگوں کو متاثر کیا۔ نتیجتاً اس اجتماع میں مرکز دعوۃ والارشاد کے متعلقین کے علاوہ عام اہل حدیث جن کا تنظیمی تعلق جماعت غرباء اہلحدیث۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث، متحدہ جمعیت اہلحدیث سے ہے۔ وہ بھی اس میں شرکت کے لئے آنے لگے۔ اور ایک ایسی نفسیاتی فضا پیدا ہو گئی کہ لوگ رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع کے مقابلہ میں اس اجتماع میں شرکت کر کے خوشی محسوس کرتے۔ جس سے اجتماع کی رونق میں اضافہ ہوا۔ بات اسی حد تک رہتی تو بہت خوب تھا۔ مگر شاید مرکز الدعوۃ والارشاد کے ارباب بست و کشاد کو غلط فہمی ہو گئی ہے اور وہ اپنے سوا شاید ہر کسی کو غیر اہلحدیث سمجھنے لگے ہیں۔ اور اب "غازیان افغانستان و کشمیر" کی نوک اندازیاں اپنوں پر شروع ہو گئی ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس سال مرکز طیبہ مریدکے کا ایک رخ بطور دہشت گرد، اغواکنندہ و غنڈہ گردی کا سامنے آیا ہے۔ اہلحدیث جانباز فورس کے کارکنان جن میں جناب خالد علوی صاحب بھی تھے۔ انہیں مریدکے سے "مجاہدین" نے اغوا کیا اور انہیں مرکز طیبہ لے کر ناجائز حراست میں رکھا۔ گھونسوں، ڈنڈوں، ٹھڈوں اور رائفل کے بٹوں سے بے دریغ مارا۔ اور پھر ان سے تحریروں پر دستخط کروا کے چھوڑا۔ خالد علوی صاحب کو مینار پاکستان کے قریب پھینک گئے۔ علاوہ ازیں ہمارے قاری محمد سلیمان زاہد صاحب سالانہ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتہار لے کر گئے تھے تاکہ اجتماع میں شریک افراد کو کانفرنس کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ اس طرح اہلحدیث اسٹوڈنٹ فیڈریشن کا ایک نوجوان ان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اسے بے تحاشا تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جسے بعدازاں رانا محمد شفیق خان پسروری اور ان کے رفقاء چھڑا کر لائے"۔

(صراط مستقیم دسمبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۶)

بقیہ میری بستی

کہ تیرے ماننے والوں کو دوبارہ اس بستی میں لاؤں گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی اطلاع کے مطابق ہجرت کرنی پڑی اور ان سے واپسی کا وعدہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر محکومی کی حالت میں نہیں لاتا پھر وہ غالب ہو کر ہی لوٹتے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کے رفیق ایک ایک کر کے مولا کے حضور پیش ہو گئے۔ ہماری نسل دو چار گھونٹ لے کر بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ اب زندگی اب ختم ہو کہ اب۔ ہم نے قادیان لوٹنا ضرور ہے ہم لوٹتے ہیں کہ ہماری نسلیں کہ ان کی نسلیں۔ پس اے بستی ہمارا انتظار کر۔ ہم آئیں گے۔ کب؟ اس کا علم تو اس ذات پاک کو ہی ہے کہ کب۔ مگر آئیں گے ضرور۔

درخواستِ دُعا

مکرم سید وسیم احمد صاحب نیاپوری بوجہ دائیں بازو اور کندھے میں شدید درد کے باعث بیمار ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب کرام سے ان کی کامل صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر)

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶- میسنگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
AUTO TRADERS
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۴
۲۴۳۰۷۹۴

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
:- (منجانب) :-
بعض ارا کین جماعت احمدیہ ممبئی

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P-48, PRINCEP STREET
CALCUTTA-700 072
PH : 26-3287

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SO LIGHT
Soniky
HAWAI
A treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34-A, DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15